مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

اپریل 2025

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(الاحزاب: 22)

اس شمارہ میں خاص

- گناہ کیا ہے اور نیکی کیا ہے؟
- اخلاق کے معنی اور مفہوم
- سماجی تعلقات میں حسن اخلاق کا کردار

مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ اُڈیشہ کی طرف سے Letter To Huzoor کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر زون A کی طرف سے تربیتی کیمپ کے انعقاد کا ایک منظر

مجلس اطفال الاحمدیہ محمود آباد اُڈیشہ کے اراکین تربیتی کیمپ میں حصہ لیتے ہوئے

مجلس خدام الاحمدیہ چنئی تامل ناڈو کی طرف سے انٹر فیتھ افطار پروگرام کے انعقاد کی ایک تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے انٹر فیتھ افطار پروگرام کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ پالکاڈو تریشور کیرلہ کی طرف سے انٹر فیتھ افطار پروگرام کا انعقاد

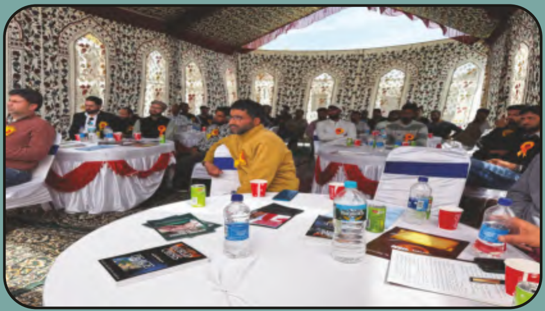

شعبہ تبلیغ کے تحت مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد کشمیر کی طرف سے تبلیغی پروگرام کے انعقاد کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ محمود آباد اُڈیشہ کی طرف سے شجر کاری کے پروگرام کا انعقاد

ماہنامہ　　　از قادیان دارالامان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

اپریل 2025ء
رجب، شعبان 1446 ہجری قمری
صلح 1404 ہجری شمسی

نگران
شمیم احمد غوری
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
نیاز احمد نایک

نائب ایڈیٹر
مصور احمد مسرور، فواد احمد ناصر
احسان علی او کے

مینیجر
مدثر احمد گنائی

مجلس ادارت
مرشد احمد ڈار، سید گلستان عارف
بلال احمد آہنگر

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 220 روپیہ، بیرون ملک :: 50 1 $
قیمت فی پرچہ: 20 روپیہ

فہرست مضامین

اداریہ 2
قرآن کریم / انفاخ النبی ﷺ 3
کلام الامام المہدیؑ / امام وقت کی آواز 4
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ ۳۱/ جنوری ۲۰۲۵ 5
گناہ کیا ہے اور نیکی کیا ہے؟ 9
اخلاق کے معنے اور مفہوم 13
سماجی تعلقات میں حسن اخلاق کا کردار 16
گوشۂ ادب 18
بنیادی مسائل کے جوابات 19
فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ 21
Diary Dose 22
بزم اطفال 25
Health & Fitness 26
ملکی رپورٹس 29
سائنس کی دنیا 30
letting go of Grudges 33
A Path to Heartfelt Peace and Spiritual Growth
How Quranic Principles Transform The lives of Muslims 35
Good Morals as a Prerequisite For Turning to Allah 37
Summary of the Friday Sermon 40

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

حُسنِ اخلاق

اخلاق، انسانی شخصیت کا وہ پہلو ہے جو اس کے باطن کی آئینہ داری کرتا ہے۔ یہ محض ظاہری آداب کا نام نہیں، بلکہ دل کی اس کیفیت کا مظہر ہے جو انسان کے اقوال و افعال، رویّوں اور طرزِ عمل سے جھلکتی ہے۔ درحقیقت حسنِ اخلاق وہ کمال ہے جو انسان کو انسانیت کے بلند ترین درجے پر فائز کر دیتا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اس باب میں کامل نمونہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ'' (القلم:۵) یعنی ''یقیناً تو بلند اخلاق پر فائز ہے''۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے اپنے کلام میں حضور ﷺ کے اس وصف کو ان الفاظ میں بیان فرمایا

پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلق کامل زہے حسن تام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا (ترمذی)

یقیناً تم میں سے جو لوگ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور قیامت کے دن جو میری سب سے زیادہ قربت میں ہوں گے، وہ تم میں سے بہترین اخلاق والے ہیں۔

یہ حدیث اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اخلاق کا معیار نہ صرف دنیا میں انسان کے تعلقات کو بہتر بناتا ہے بلکہ قیامت کے دن بھی انسان کے مقام کو بلند کرتا ہے۔ جس طرح ایک خوبصورت روح والے انسان کے عمل سے اس کی شخصیت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے، اسی طرح اخلاقی خوبیوں کے حامل افراد کو اللہ تعالیٰ اپنی قربت سے نوازتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصّہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّے کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلدی خدا تک پہنچ جاؤ گے''۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۲۸-۱۲۷)

آج ہم جس دور میں جی رہے ہیں، اس میں جہاں ترقی اور فنی مہارتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، وہیں اخلاقی انحطاط بھی ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے اخلاق کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بہتر بنائیں، تو نہ صرف ہم اپنے ذاتی تعلقات میں بہتری لا سکتے ہیں بلکہ پورے معاشرے میں ایک اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں جب اختلاف رائے، برداشت کی کمی، اور اخلاق رزیلہ کا غلبہ ہے، تو ہمیں بطور احمدی مسلمان اخلاقِ محمدیؐ اور تعلیماتِ مسیح موعودؑ کو اپناتے ہوئے اس معاشرتی اندھیرے میں چراغ بننا ہو گا۔ جیسا کہ مقولہ مشہور ہے ''چراغ سے چراغ جلتا ہے''۔ تبھی ہم خود کو مسیح پاکؑ کے نور سے منور ہو کر دنیا کو منور کر سکتے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ مشکوٰۃ کا یہ شمارہ محض مطالعہ کی حد تک محدود نہ رہے، بلکہ ہر قاری کے دل و عمل میں ایک مثبت تبدیلی، اور روحانی بیداری کا ذریعہ بنے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حسنِ اخلاق کو نہ صرف اپنانے، بلکہ اسے اپنے کردار کی پہچان بنانے کی توفیق عطا فرمائے — آمین۔

سلیق احمد نائک

اَلْقُرْاٰنُ الْكَرِيْمُ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۴﴾ (سورۃ الفرقان آیت:64)

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں "سلام"۔

اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"چنانچہ اللہ تعالیٰ ان عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ کی علامات بیان کرتے ہوئے سب سے پہلی علامت یہ بیان فرماتا ہے کہ یَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وہ زمین پر بڑے سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔ اس کے ایک معنے تو یہ ہیں کہ وہ اپنی دنیوی زندگی بڑے اعتدال کے ساتھ بسر کرتے ہیں یعنی نہ تو بے جا غضب اور تیزی سے کام لے کر لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور نہ سستی اور جمود کا شکار ہو کر اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی سے غافل ہو جاتے ہیں بلکہ جس طرح آسمان کا وجود زمینی قوتوں کے نشوونما کے لئے ضروری ہوتا ہے اسی طرح اُن کا وجود لوگوں کی ترقی اور ان کی فلاح و بہبود کا موجب بنتا ہے اُن کی تباہی اور بربادی کا موجب نہیں بنتا۔ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا اور جب جاہل لوگ چاہتے ہیں کہ انہیں اپنی حرکات سے جوش دلائیں اور کوئی جھگڑا اور فساد کھڑا کریں تو وہ طیش میں آکر ناجائز اور اوچھے ہتھیاروں پر نہیں اُتر آتے بلکہ ایسی حالت میں بھی اُن کی سلامتی ہی چاہتے ہیں یعنی ایسے ذرائع استعمال میں لاتے ہیں جن سے اُن کی اصلاح ہو جائے۔ اور دنیا میں امن اور سلامتی کا دور دورہ ہو۔" (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 561 ایڈیشن 2004)

إِنْفَاخُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ شَيْءٍ يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

(جامع ترمذی: حدیث نمبر 2003)

ترجمہ:

حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میزان میں رکھی جانے والی چیزوں میں سے اخلاق حسنہ (اچھے اخلاق) سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہیں ہے، اور اخلاق حسنہ کا حامل اس کی بدولت روزہ دار اور نمازی کے درجہ تک پہنچ جائے گا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ. (صحیح بخاری: حدیث نمبر 2444)

ترجمہ:

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے اس کا ہاتھ پکڑ لو (یہی اس کی مدد ہے)۔

كَلَامُ الإِمَامِ المَہْدِيِّ ؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابل پر تھے۔خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقابلہ پر تھے۔ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے، بلکہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا یہی مفہوم ہے اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا۔خصوصاً آجکل کے زمانے میں۔لیکن اگر پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص بااخلاق آدمی ہے، تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے۔وہ کوئی مخفی امر نہیں۔اخلاق حمیدہ کی زد ان لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کوئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پا سکتے۔بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں۔مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلّی کا موجب اخلاق فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81 ایڈیشن 1984)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر پڑوسی، پڑوسی سے خوش ہو تو اس پڑوسی کو جس سے اس کا پڑوسی خوش ہے اعلیٰ اخلاق کا مالک سمجھا جاتا ہے۔اس لئے آپؐ نے اپنے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں بہت سی نصائح فرمائی ہیں۔صحابہؓ بھی اس وجہ سے بہت زیادہ کوشش میں رہتے کہ کس طرح پڑوسی کو خوش رکھیں۔ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کس طرح علم ہو کہ میں اچھا کر رہا ہوں یا برا کر رہا ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے پڑوسی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے۔اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بہت بُرے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویہ برا ہے۔یعنی خود تم اپنے جج نہ بن جاؤ۔بعض لوگ اپنے آپ کی خود ہی تعریف کرتے ہیں کہ ہم اچھے ہیں۔بلکہ تمہارے پڑوس تمہارے اچھے ہونے کی گواہی دیں۔اگر ہر کوئی اس بات پر عمل کرے تو ایک خوبصورت معاشرہ قائم ہو جاتا ہے۔پھر آپؐ نے فرمایا کہ پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا اتنا بڑا خلق ہے کہ جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے پڑوسی سے حسن سلوک کی تاکید کرتا رہا ہے یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے وارث ہی نہ بنا دے۔اتنی اہمیت ہے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی۔

(خطبہ جمعہ 19/ اگست 2005ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

خطبات و خطابات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۱؍ جنوری ۲۰۲۵ء بمطابق ۳۱؍ صلح ۱۴۰۴ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳۱؍ جنوری ۲۰۲۵ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم عبد الباری ملک صاحب آف کینیڈا کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گذشتہ جمعہ غزوہ ذی قرد کا ذکر ہو رہا تھا۔

جیسا کہ بتایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس غزوہ میں جانے سے پہلے چند صحابہؓ کو دشمن کی طرف روانہ فرمایا تھا اور آپؐ پھر اِن کے پیچھے اپنا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

اِس ضمن میں مزید لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ اور صحابہؓ آئے تو دشمن کے لشکر نے اِنہیں دیکھا اور وہ بھاگ گئے۔ جب مسلمان دشمن کے پڑاؤ کی جگہ پر پہنچے تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا وہاں موجود تھا، جس کی کُونچیں کٹی ہوئی تھیں، ایک صحابی نے کہا کہ یارسول اللہؐ! ابو قتادہؓ کے گھوڑے کی کُونچیں تو کٹی ہوئی ہیں۔ آنحضورؐ اُس کے پاس کھڑے ہوئے اور دو مرتبہ فرمایا کہ تیرا بھلا ہو! جنگ میں تیرے کتنے دشمن ہیں۔ پھر رسول اللہؐ اور صحابہؓ آگے چل دیے اور یہاں تک کہ اُس جگہ پہنچے جہاں ابو قتادہؓ اور مسعدہ نے کشتی کی تھی (گذشتہ خطبہ میں اس کے بارہ میں بیان ہوا تھا) تو اُنہوں نے سمجھا کہ ابو قتادہؓ چادر میں لپٹے پڑے ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ! لگتا ہے کہ ابو قتادہؓ شہید ہو گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ

اللہ ابو قتادہ پر رحم کرے! اُس ذات کی قسم! جس نے مجھے عزت بخشی ہے، ابو قتادہ تو دشمن کے پیچھے ہے اور رجز پڑھ رہا ہے۔

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے لشکر نے جب میرے گھوڑے کو دیکھا کہ اِس کی کُونچیں کٹی ہوئی ہیں اور مقتول کو میری چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا تو اُنہوں نے سمجھا کہ شاید مَیں شہید ہو گیا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جلدی سے آگے بڑھے اور چادر ہٹائی تو مسعدہ کا چہرہ دیکھا۔ اِن دونوں نے کہا کہ اللہ اکبر! اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ یارسول اللہؐ یہ مسعدہ ہے، اِس پر صحابہؓ نے بھی تکبیر کہی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی حضرت ابو قتادہ اونٹنیاں ہانکتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔

آپؐ نے فرمایا کہ اَے ابو قتادہ! تمہارا چہرہ کامیاب ہو گیا۔ ابو قتادہ گھُڑ سواروں کے سردار ہیں۔ اَے ابو قتادہ! اللہ تم میں برکت رکھ دے۔ دوسری روایت میں ہے کہ تمہاری اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھ دے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ اَے ابو قتادہ یہ تمہارے چہرہ پر کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں! مجھے ایک تیر لگا تھا، اُس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو عزت بخشی، میرا خیال تھا کہ مَیں نے تیر نکال دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابو قتادہ میرے قریب آؤ۔ مَیں قریب ہوا تو آپؐ نے نرمی سے تیر نکال دیا اور اپنا لُعابِ دہن لگایا اور اپنا ہاتھ اُس پر رکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ

اُس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو نبوت عطا کی، مجھے یوں لگتا تھا کہ جیسے مجھے کوئی چوٹ ہی نہ لگی ہو اور نہ زخم آیا ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے جب حضرت ابو قتادہؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ اے اللہ! اِس کے بالوں اور اِس کی جِلد میں برکت رکھ دے۔ اور فرمایا کہ تمہارا چہرہ کامیاب ہوگیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! آپؐ کا چہرہ کامیاب ہوگیا۔ پھر جب ستّر سال کی عمر میں آپؓ کی وفات ہوئی، تب بھی کہتے ہیں کہ وہ چہرے سے پندرہ سال کے لگتے تھے۔

رسول اللہؐ کے ذو القرد پہنچنے کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ عشاء کے وقت پہنچے اور چشمہ پر پڑاؤ ڈالا، جہاں مَیں نے دشمن کو روکا تھا، آپؐ اونٹنیاں اور وہ ہر چیز جو مَیں نے دشمن سے چھینی تھی، قبضہ میں کر چکے تھے۔ حضرت بلالؓ نے اُن اونٹوں میں سے ایک اونٹ ذبح کیا، جو دشمن سے چھینے گئے اور آنحضرتؐ کے لیے اُس کا کلیجہ اور کوہان بھونی۔ حضرت سَعد بن عُبادہؓ نے کھجوروں سے لدے ہوئے دس اونٹ بھیجے جو آپؐ کو ذو القرد مقام پر ملے۔

حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں نے دشمن کو پانی سے روکا ہوا تھا اور وہ پیاسے تھے، آپؐ مجھے ایک سو مجاہدین کے ساتھ روانہ کریں، مَیں ان کا پیچھا کر کے اِن کے ہر مخبر کو بھی قتل کر دوں گا۔ آپؐ مسکرانے لگے یہاں تک کہ آگ کی روشنی میں آپؐ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا کہ سلمہ! کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟ مَیں نے کہا کہ آپؐ کو عزت دینے والے کی قسم! جی ہاں۔

آپؐ نے فرمایا کہ مَلَکْتَ فَاَسْجِحْ کہ تم نے اُن پر قابو پا لیا ہے تو نرمی اختیار کرو۔ یہ عرب کے محاوروں میں سے ایک محاورہ ہے کہ بہترین معافی یہی ہے کہ نرمی اختیار کرو اور سختی سے کام نہ لو۔

اِس غزوہ کے لیے رسول اللہؐ بدھ کی صبح روانہ ہوئے اور آپؐ نے ایک رات اور ایک دن ذو القرد میں قیام فرمایا تا کہ دشمن کی کوئی خبر مل سکے، پھر سوموار کے دن مدینہ واپس تشریف لائے، یوں آپؐ پانچ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

اب ایک سریہ کا ذکر کروں گا، یہ

سریہ حضرت اَبان بن سعید بطرف نجد کہلاتا ہے۔

یہ سریہ محرم ۷؍ہجری میں ہوا، جبکہ ایک روایت میں اِس کی تاریخ جمادی الثّانی ۷؍ہجری بیان ہوئی ہے، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اِس کو محرم ۷؍ہجری میں لکھا ہے جو زیادہ قرینِ قیاس ہے کیونکہ روایات میں ذکر ہے کہ خیبر کی طرف روانگی سے قبل مدینہ سے نجد کی طرف حضرت اَبان بن سعیدؓ کو بھیجا اور خیبر کی طرف روانگی محرم سات ہجری میں ہوئی تھی۔

حضرت اَبانؓ کے والد اکابر قریش میں سے تھے، اُن کے بھائی عَمرو اور خالد پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اَبان جنگِ بدر میں مشرکین کی طرف سے شامل ہوئے تھے۔ اُنہوں نے صلح حدیبیہ کے دوران حضرت عثمانؓ کو پناہ دی تھی۔ عَمرو اور خالد حبشہ سے واپس آئے تو اُنہوں نے اَبان کو پیغام بھیجا، یہاں تک کہ تینوں اکٹھے خیبر کے ایام میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اَبان نے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہؐ کی وفات کے وقت اَبان بحرین پر عامل تھے، اِس کے بعد وہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور شام چلے گئے۔ آپؓ تیرہ ہجری میں شہید ہوئے، جبکہ ایک روایت کے مطابق ستائیس ہجری میں حضرت عثمانؓ کی خلافت میں وفات پائی۔

اِس سریہ کا ذکر صحیح بخاری میں اِس طرح آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت اَبانؓ کو ایک سریہ میں مقرر کر کے مدینہ سے نجد کی طرف بھیجا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ پھر اَبان اور اِن کے ساتھی نبیؐ کے پاس خیبر میں آئے بعد اِس کے کہ آپؐ نے اِس کو فتح کر لیا تھا۔

پھر ایک بڑے مشہور غزوے کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے، جو

غزوۂ خیبر

کہلاتا ہے۔ خیبر ایک وسیع سبزہ زار ہے جو چشموں اور بکثرت پانیوں سے سیراب ہے اور جزیرۂ عرب میں کھجوروں کے سب سے بڑے نخلستان میں شمار کیا جاتا ہے۔ اِس کی زرخیزی کا اندازہ اِسی سے کیا جا سکتا ہے کہ خیبر کی صرف ایک وادی جو کتیبہ کے نام سے

موسوم ہے، اُس میں چالیس ہزار کھجوروں کے درخت تھے۔ تاریخی روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے یہاں بنی اسرائیل کے یہود آباد تھے، بعض مؤرخین کے مطابق بخت نصر کے زمانے میں یہود یہاں آباد ہوئے، کچھ اور روایات بھی ہیں، جن سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ خیبر میں قدیم سے اور بڑے بڑے قلعے بنا کر یہود آباد تھے۔ عبرانی زبان میں خیبر کے معنی بھی قلعے کے ہیں۔ یہود کے کچھ قبائل مدینہ میں بھی آباد تھے، لیکن خیبر کے یہود کو ایک بات ممتاز کرتی تھی کہ یہاں کے یہود باقی تمام یہود سے شجاعت اور جنگ میں استقلال دکھانے میں بڑھ کر تھے اور اُن میں باہم اتحاد بھی دوسروں کی نسبت زیادہ تھا، جس کی وجہ سے یہ خطۂ عرب میں قوت وطاقت کی ایک اکائی سمجھی جانے والی قوم تھی۔

مدینہ کے یہود ہوں یا خیبر کے یہود، آنحضرتؐ اور اسلام کے متعلق اُن کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں باغیانہ حدّ تک بڑھی ہوئی تھیں، بُغض و عداوت میں بڑھتی ہی چلی جانے والی اِس قوم نے اسلام اور نبیٔ اکرمؐ کی ذاتِ مبارک کو بھی ختم کرنے میں اپنی تمام تر توتوں کو بروئے کار لانے میں کوئی کمی نہیں کی۔ جبکہ اِس کے برعکس آنحضرتؐ نے مدینہ کے یہود کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کیا، اُن کے ساتھ صلح کے معاہدے کیے اور جب کبھی بھی معاہدے کو توڑ دیتے یا خلاف ورزی کرتے تو آپؐ کی پہلی کوشش درگزر اور عفو کی ہوتی تھی،

یہاں تک کہ اِن لوگوں نے نبیٔ اکرمؐ کو قتل کرنے کی متعدد مرتبہ کوشش کی۔ معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بیرونی طاقتوں کو مدینہ پر حملہ کرنے میں تعاون کیا، جس کے بدلہ میں سزا کے طور پر اُن تمام یہود کو سخت سے سخت سزا بھی دی جاتی، تو وہ عدل و انصاف کے عین مطابق ہوتی۔ لیکن آنحضرتؐ کا ہر درجہ کا عفو اور رحمت کا یہ عالَم تھا کہ پھر بھی اُن کے جان و مال کو یوں امان دی کہ مدینہ سے جلاوطن کر دیا کہ جو کچھ ساتھ لے کر جاسکتے ہو لے جاؤ۔ اور جو حُسن و احسان اور عفو و درگزر کا سلوک آنحضرتؐ نے اِن یہودِ مدینہ کے ساتھ کیا تھا، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خیبر میں آباد ہوجانے کے بعد یہ لوگ اسلام اور بانیٔ اسلام کے حق میں صلح جوئی اور امن وسلامتی کے ماحول میں رہتے۔

مدینہ سے جلاوطنی کے بعد مدینہ کے یہود کی ایک تعداد خیبر میں آباد ہوگئی تھی، لیکن خیبر جو کہ پہلے ہی ایک بہت بڑی حربی طاقت تھی، اب مسلمانوں کے خلاف خطرناک منصوبہ سازیوں کا مرکز بن گیا۔ تو یہ وہ خاص پسِ منظر تھا کہ نبیٔ کریمؐ نے خدائی اشاروں کے تحت یہ فیصلہ کیا کہ خیبر کی طرف پیش قدمی کی جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حدیبیہ سے واپس آنے کے قریباً پانچ ماہ بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہودی خیبر سے، جو مدینہ سے چند منزل کے فاصلہ پر تھا اور جہاں سے مدینہ کے خلاف آسانی سے سازش کی جاسکتی تھی، نکال دیے جائیں۔ چنانچہ آپؐ نے سولہ سَو اصحاب کے ساتھ اگست ۶۲۸ میں خیبر کی طرف کُوچ فرمایا۔

بنیادی طور پر صلح حدیبیہ ایک بہت بڑی فتح تھی۔ قرآنِ کریم نے اسے ایک فتحِ عظیم سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا کہ یقیناً ہم نے تجھے ایک کھلی کھلی فتح عطا کی ہے اور فتح مبین کا یہ وہ دروازہ تھا کہ جس سے گزرتے ہوئے خیبر اور مکّہ جیسی عظیم الشان فتوحات نصیب ہوئیں۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت ہی فتحِ خیبر کا وعدہ فرمادیا تھا جب صلح حدیبیہ سے واپسی پر مکّہ اور مدینہ کے درمیان سورۃ الفتح نازل ہوئی۔

رسول اللہؐ نے خیبر کی طرف جانے کے لیے جب منادی کروائی تو یہ اعلان کروایا کہ صرف وہی ساتھ چلیں گے جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو مالِ غنیمت کی غرض سے نکل رہے ہیں، وہ میرے ساتھ نہ نکلیں، صرف وہ لوگ میرے ساتھ روانہ ہوں جو صرف جہاد میں رغبت رکھتے ہیں۔

علّامہ ابنِ اسحٰق اور ابنِ سَعد نے بیان کیا ہے کہ

سب سے پہلی مرتبہ غزوۂ خیبر میں پرچم کا ذکر ملتا ہے، اِس سے پہلے صرف چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے۔

آپؐ کا پرچم سیاہ رنگ کا تھا، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر سے بنایا گیا تھا، اِس کا نام عُقاب تھا۔ روایت میں حضرت علیؓ کو

بھی ایک جھنڈا دیا جانے کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ جھنڈا خیبر میں دیا گیا تھا۔

اِس سفر میں اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ ایک روایت کے مطابق چھ، سات صحابیات بھی اِس مہم میں آپؐ کے ساتھ ہولیں جبکہ ایک اَور روایت کے مطابق بیس صحابیات اِس غزوہ میں شامل ہوئیں۔

خیبر کے یہود کو جب مسلمانوں کے لشکر کا علم ہوا تو اُنہوں نے ایک میٹنگ کی، جس میں اسلامی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے مشاورت ہوئی۔ جس میں یہود کے راہنماؤں کی طرف سے مختلف قسم کی تجاویز پیش ہوئیں البتہ سب راہنماؤں کا اِس بات پر اتفاق ہوا کہ ایک وفد تیار کر کے ارد گرد کے جنگجو قبائل کی طرف بھیجا جائے تا کہ اِن سے فوجی مدد کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ چودہ افراد پر مشتمل ایک وفد تیار ہوا، جس کی قیادت بعض روایات کے مطابق خیبر کا رئیسِ اعظم کنانہ خود کر رہا تھا۔ یہ وفد قبیلہ بنو اسد، غطفان اور دیگر قبائل کی طرف گیا اور خیبر کی ایک سال کی پیداوار کا نصف دینے کی پیشکش پر فوجی امداد کی درخواست کی۔ قبیلہ مُرّہ نے دُور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اِس طرح کی مدد کرنے سے انکار کر دیا البتہ بنو اسد اور بنو غطفان جیسے جنگجو قبائل نے ایک ہزار مسلّح فوجیوں پر مشتمل لشکر فوری روانہ کر دیا اور چار ہزار کے لشکر کی مزید امداد کا وعدہ کرتے ہوئے اِس کی تیاری بھی شروع کر دی۔

حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ مزید اِس کی تفصیل ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بیان کر دوں گا۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضورِ انور نے درج ذیل تین مرحومین کا ذکرِ خیر فرماتے ہوئے اِن کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

۱ : کرم محمد اشرف صاحب ابن مکرم محمد بخش صاحب آف منڈی بہاؤالدین: گذشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پائی۔ مرحوم کی تین بیٹیاں اور چھ بیٹے ہیں، ان کے ایک بیٹے کاشف جاوید صاحب آجکل سینیگال میں قائمقام مشنری انچارج اور امیر جماعت بھی ہیں اور اِس وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں شامل بھی نہیں ہو سکے۔ یہی مربی لکھتے ہیں کہ خاکسار کے والد انتہائی سادہ لوح، نیک طبع اور خدا ترس وجود تھے۔ احمدیت اور خلافت سے انتہائی محبّت کرنے والے تھے۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور اکثر یہی کہا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا، وہ احمدیت کی وجہ سے پایا۔

۲ : مکرم حبیب محمد شاتری صاحب نائب امیر دوم کینیا ابن مکرم محمد حبیب شاتری صاحب: گذشتہ دنوں چھپن سال کی عمر میں وفات پانے والے مرحوم عرب نژاد اور موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ اور تین بچے شامل ہیں۔ مختلف رنگ میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ وفات کے وقت بھی نیشنل سیکرٹری تعلیم اور نائب امیر دوم کینیا کی خدمت بجالا رہے تھے۔

۳ : مکرم انوبی مدینگو صاحب: گذشتہ دنوں وفات پانے والے مرحوم زمبابوے کی ایک جماعت کے صدر تھے۔ آغاز میں یہ سُنّی مسلمان تھے اور جماعت کی مخالفت کیا کرتے تھے، لیکن اسلام کی محبّت اِن کے دل میں تھی، پہلے یہ ملاوی میں تھے پھر زمبابوے شفٹ ہو گئے۔ یہاں آ کے اسلام کی محبّت کی وجہ سے اِنہوں نے اپنے ارد گرد کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور جس علاقہ میں تھے وہاں باجماعت نماز کا انتظام کیا اور اِن کے دل میں ایک تڑپ تھی کہ مَیں حقیقی مسلمان بنوں۔ بہرحال بعد میں پھر اِن کا جماعت سے رابطہ ہوا، ہمارے مربی سمیع اللہ صاحب سے تفصیلی بحث و مباحثہ ہوتا رہا اور پھر آخر اِنہوں نے احمدیت قبول کر لی اور اُس علاقہ میں آپ پہلے احمدی تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اِن کی مخالفت بھی ہوئی۔ لیکن اِنہوں نے ہمت نہیں ہاری، تبلیغ کرتے رہے اور بہت سے لوگوں نے اِن کے ذریعہ جماعت کا پیغام سنا اور جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ بااثر شخصیت تھے، بہت سے لوگ آپ کو دیکھ کر جماعت میں شامل ہوئے، خود مالی قربانی کر کے اِنہوں نے زمین بھی خریدی، جس پر جماعتِ احمدیہ زمبابوے کی آجکل پہلی مسجد بھی تعمیر ہو رہی ہے۔ بہت وفادار، صاف گو اور دیانتدار انسان تھے۔

حضور انور نے تمام مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

گناہ کیا ہے اور نیکی کیا ہے؟

اعجاز احمد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

تخلیق انسان کے ساتھ ہی خیر وشر کا نظام بھی معرض وجود میں آیا۔نفس انسانی کو بنیادی طور پر نیکی کا شعور بھی ودیعت کر دیا گیا ہے اور بدی کا فہم بھی، جس سے اس میں نیکی کو پرکھنے کی صلاحیت بھی ہے اور بدی کو سمجھنے کی بھی اور ان دونوں کے مابین یہ واضح امتیاز کر سکتا ہے، اسی حقیقت کو قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا (الشمس،۹)

پھر اس کو اپنی بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری (اختیار کرنے) کی سمجھ عطا کی۔

یہ دنیا ایک امتحان گاہ کی حیثیت رکھتی ہے اس میں ادا کئے جانے والے افعال واعمال سے ایمان کو تحفظ وسلامتی بھی مل سکتی ہے اور تباہی وہلاکت بھی جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’پس جیسا کہ کوئی باغ بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا ایسا ہی کوئی ایمان بغیر نیک کاموں کے زندہ ایمان نہیں کہلا سکتا اگر ایمان ہو اور اعمال نہ ہوں تو وہ ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریا کاری ہیں‘‘

(روحانی خزائن جلد ۱۰۔اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ نمبر ۳۹۰)

انسان کو نیکی اور بدی یعنی گناہ دونوں کے کرنے کا اختیار و قدرت عطا کر دی گئی ہے جس کو ہم اسلامی نقطہ نگاہ سے سمجھیں گے کہ آخر گناہ کیا ہے اور نیکی کیا ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ

(صحیح مسلم، كِتَاب الْقَدَرِ، مَعْنَى كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ)

یعنی ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر بری صحبت اور بُری مجالس اسے خراب کر دیتی ہیں۔ اگر اس کے ماں باپ یہودی ہوں۔تو اس بچہ پر یہودیت کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔اور اگر عیسائی یا مجوسی ہوں تو بچہ میں عیسائیوں اور مجوسیوں کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ اگر بچہ پر خارجی بدصحبت اور بد مجالس کا اثر نہ ہو۔اور اسکی طبیعت بداثرات قبول کر کے مسخ نہ ہو چکی ہو۔بلکہ اچھے ماحول میں اسے رہنے کا موقع میسر آئے تو اس کا قدم یقیناً شریعت کے اوامر ونواہی کے مطابق اٹھے گا۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام جو فطرت صحیحہ کے اصل حامل ہوتے ہیں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (سورہ نحل،۳۷)

کہ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا۔سب نے یہی تعلیم دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔ اور بخاری کی حدیث بتاتی ہے کہ دنیا میں مختلف اوقات میں ہدایت و اصلاح کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور رسول گزرے ہیں۔ گو یا یہ عظیم الشان مقدس گروہ اس بات پر متفق ہے کہ بچہ کی فطرت خدا کے اوامر اور نواہی کے خلاف نہیں ہوتی۔ لیکن خراب صحبت میں پڑ کر خراب اور بعض اوقات مسخ ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں نیکی اور گناہ کی تعریف کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ.

نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تمہیں ناگوار گزرے۔

(صحیح مسلم کتاب الزھد باب مَا جَاءَ فِي الْبِرِّ وَالإِثْمِ)

اسی طرح ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اسْتَفْتِ قَلْبَكَ، الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ، وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوكَ

[مسند احمد/مسند الشَّامِيِّينَ/حدیث: ۱۸۰۰۱]

یعنی نیکی وہ ہے جس پر انسان کا دل اطمینان پکڑے اور گناہ وہ ہے کہ اس کے ارتکاب پر سینہ میں خلش اور کھٹک پیدا ہو۔ اگرچہ مفتی لوگ جواز کا فتوے ہی صادر کریں۔

ان احادیث کے پیش نظر اگر ہم دنیا کے واقعات کو دیکھیں تو صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسلام کا مذکورہ اصل بالکل درست اور حقیقت پر مبنی ہے کہ جن لوگوں کو مخلوق خدا سے واسطہ پڑتا رہتا ہے وہ اس حقیقت سے کبھی انکار نہیں کر سکتے۔ بہت سے لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ انہیں اس کا علم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اب نفس امّارہ کے ماتحت کرتے ہیں۔ ان کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس فعل کے خلاف کرنے میں نیکی ہے۔ مگر باوجود اس کے وہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ گویا نیکی اور گناہ کے درمیان وہ امتیاز تو رکھتے ہیں۔ لیکن گناہ کو ترک نہیں کرتے اور یہی امر انسان کو گنہگار اور مجرم بناتا ہے کیونکہ گناہ کسی فعل کو اس وقت کہا جائیگا جبکہ انسان اس فعل کے ذریعہ خدا کے حکم کو توڑ کر سزا کے لائق ٹھہرے۔

حضرت آدم کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے کہ انہوں نے خدا کی ایک نہی کے خلاف کیا۔ مگر خدا فرماتا ہے

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا

(طٰہٰ:۱۱۶)

بے شک آدم نے نہی کے خلاف کیا مگر بھول کر۔ اس میں ان کا ارادہ اور عزم شامل نہ تھا۔ چنانچہ جب ان کو اس کا علم ہوا کہ خدائی منشاء کے خلاف کام ہوا ہے تو فوراً پکارا ہے

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا۔ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (العراف، ۲۴)

اس وجہ سے آپ اس فعل سے شر اور بُرے نتیجہ سے محفوظ رہے بلکہ خدا کی طرف رجوع اور راور جھکنے کے نتیجے میں آپ کا شمار برگزیدہ لوگوں میں ہوا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ گناہ کسی بیرونی چیز کا نام نہیں۔ بلکہ انسانی طاقتوں کے غیر محل استعمال کا نام ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کو عنایت فرمائی ہیں مثلاً انسان کو بہادری عنایت ہوئی ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس کو اپنے محل پر استعمال نہ کرے بلکہ اس وصف کا ناجائز استعمال شروع کر دے۔ تو یہ ظلم ہو جائے گا۔ یا مثلاً دولت وثروت کا اگر کوئی ناجائز استعمال کرے۔ تو یہ اسراف ہو جائے گا۔ یا مثلاً عقل و دانائی کا کوئی ناجائز استعمال کرے۔ تو یہ دغا اور فریب ہو جائے گا یا مثلاً شہوانی قویٰ اگر جائز محل پر استعمال ہوں تو اور رنگ ہو گا۔ لیکن اگر ان کا ناجائز استعمال ہو۔ تو زنا کہلائے گا۔ اس طرح اعضاء انسانی میں سے ہر عضو کے برمحل استعمال نہ کرنے کا نام گناہ ہے۔ پس گناہ اس امر کا نام ہے کہ انسان اعتدال کو چھوڑ دے۔ اور اپنے فرائض منصبی میں کمی کرنے لگ جائے یا زیادتی اور اس کی روح پر ایسا زنگ لگ جائے۔ کہ وہ فلاح کے حصول کے ناقابل ہو جائے۔

اس کے مقابل پر نیکی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے قویٰ کو موقع اور محل کے مطابق استعمال کر کے حقوق العباد ادا کرنا ہے جس کے اصطلاحی معنی خلق کے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’کہ جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ خلق صرف حلیمی اور نرمی اور انکساری ہی کا نام ہے یہ ان کی غلطی ہے بلکہ جو کچھ بمقابلہ ظاہری اعضاء کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئی ہیں ان سب کیفیتوں کا نام خُلق ہے مثلاً انسان آنکھ سے روتا ہے اور اس کے مقابل پر دل میں ایک قوت رقت ہے وہ جب بذریعہ عقل خداداد کے

اپنے محل پر مستعمل ہو تو وہ ایک خلق ہے۔ ایسا ہی انسان ہاتھوں سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو شجاعت کہتے ہیں۔ جب انسان محل پر اور موقع کے لحاظ سے اس قوت کو استعمال میں لاتا ہے تو اس کا نام بھی خلق ہے اور ایسا ہی انسان کبھی ہاتھوں کے ذریعہ سے مظلوموں کو ظالموں سے بچانا چاہتا ہے یا ناداروں اور بھوکوں کو کچھ دینا چاہتا ہے یا کسی اور طرح سے بنی نوع کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو رحم بولتے ہیں اور کبھی انسان اپنے ہاتھوں کے ذریعہ سے ظالم کو سزا دیتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو عفو اور صبر کہتے ہیں اور کبھی انسان بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنے ہاتھوں سے کام لیتا ہے یا پیروں سے یا دل اور دماغ سے اور ان کی بہبودی کے لئے اپنا سرمایہ خرچ کرتا ہے تو اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو سخاوت کہتے ہیں۔ پس جب انسان ان تمام قوتوں کو موقع اور محل کے لحاظ سے استعمال کرتا ہے تو اس وقت ان کا نام خلق رکھا جاتا ہے‘‘

(روحانی خزائن جلد ۱۰ ۔اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ نمبر ۳۳۲ تا ۳۳۳)

اس بیان سے معلوم ہوا کہ نیکی کوئی ایسی چیز نہیں جو مخفی ہو اور جس کا پتہ لگانا مشکل ہو۔ اسی طرح گناہ کوئی ایسی شے نہیں جس کا پتہ نہ چل سکے اور اگر نیکی اور گناہ کے معلوم کرنے میں سخت مشکلات کا سامنا ہوتا اور ہر دو فعل کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے کافی مجاہدہ کرنا پڑتا تو پھر انسان کسی حد تک معذور قرار دیا جا سکتا تھا۔ مگر اسلام نے نیکی اور گناہ کے لئے جو معیار مقرر کیا ہے۔ وہ ایسا آسان اور سادہ ہے۔ کہ انسان کو گناہ سے بچنے اور نیکی کے بجالانے میں کوئی دقت نہیں پیش آسکتی۔

یہ درست ہے کہ جو شخص کسی گناہ کے ارتکاب کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ اپنے ہاں اس کے جواز کی کوئی ذہنی صورت رکھتا ہے۔ یا اسے نیکی بنانے میں کوئی حیلہ تراشتا ہے۔ مثلاً مفتی سے اپنے حسب منشاء استفتاء پیش کر کے فتویٰ حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن اگر اس کا دل نہیں مانتا تو وہ نیکی نہیں بلکہ گناہ ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ استفت قلبك

(کتاب الترغیب والترھیب الجزء الثانی، ص ۵۵۰)

کہ اے شخص تو اپنے دل سے فتویٰ پوچھ۔ پس اگر باوجود ذہنی صورت اور مفتیوں کے فتوئے کے دل نہ مانے اور انشراح سے فتویٰ نہ دے تو اس فعل کا ارتکاب گناہ ہوگا جس سے انسان کو اجتناب کرنا چاہئے اس موقعہ پر اسے یہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ فلاں مفتی کا فتویٰ اس کے جواز کی دلیل ہے۔ بلکہ اسے اپنے گھر کے بھید اور حالات صحیحہ سے واقف یعنی اپنے دل سے فتوئے حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ہوسکتا ہے۔ کہ دل کے صحیح فتوے پر عمل کرنے سے جانی یا مالی نقصان کی صورت یا اور کوئی خوف کی صورت قائم ہوتی ہو مگر اس کی پروا نہیں کرنی چاہئے بلکہ سمجھنا چاہئے فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ (توبہ ۱۴) کی ہدات کی تعمیل کرتے ہوئے نیکی کو بجالانے میں اصل سلامتی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں قرآنی تعلیم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے مطابق نیکی کو اختیار کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq
Cell : 9886671843
ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್
I MOBILES
Authorised Service centre of
LAVA itel INTEX XOLO the next level Infinix The future is Now TECNO Mobile spice
1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

NUSRAT
Cell : 9902222345
9448333381
MOTORS RE-WINDING

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.
HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

HR
Sk. Anas Ahmad
Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com

H. R. ALUMINIUM & STEEL
We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
Sliding Window, Door, Partition, ACP Work,
Glazing, Steel Railing etc.
Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہوجاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کردیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔"

(کلام امام الزمان)

Love For All Hatred For None
Sk. Zahed Ahmad
Proprietor
M/S
M.F. ALUMINIUM
Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel

Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

اخلاق کے معنی اور مفہوم

از خلیق احمد خان مربی سلسلہ

اللہ تعالیٰ نے انسان وحیوان دونوں کی ہی فطرت میں ایسے خواص رکھے ہیں جو بظاہر تو مشترک ہیں لیکن محض عقل اور موقع اور محل کی مناسبت سے ان کا اظہار کرنے کی وجہ سے انسان ان خواص کو بجالاتے وقت بااخلاق کہلاتا ہے لیکن حیوانوں کے لئے ان کا اظہار طبعی حالت کہلاتی ہے۔انسانی طبعی حالتوں کو موقع اور محل کے مطابق اور عقل سلیم کے ساتھ استعمال کرنے کا نام اخلاق ہے۔عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ صرف پاک زبان، سچ بولنا، بشاشت اور عفو وغیرہ جیسے اوصاف ہی اخلاق ہیں لیکن یہ بات درست نہیں بلکہ جس قدر قوتیں انسان کو عطا کی گئی ہیں ان کا صحیح اور مناسب استعمال ہی اخلاق کہلاتے ہیں لیکن اگر وہی قوت بے موقع اور بے محل استعمال کی جائے تو وہ اخلاق نہیں کہلائیں گے۔مثلاً عفو ایک اخلاقی قوت ہے۔لیکن یہ دیکھنا ضروری ہے کے آیا کوئی شخص عفو کے لائق ہے یا نہیں۔مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں بعض اس قسم کے کہ اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے اور انہیں معاف کر دیا جائے تو ان کی اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ باز آجاتے ہیں جبکہ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ اگر ان سے درگزر کیا جائے تو وہ اور دلیر ہو جاتے ہیں اور مزید نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ پس ایسے موقع پر عقل سے مناسب فیصلہ لینا ہی اخلاق کہلائے گا نہ یہ کہ بغیر سوچے سمجھے عفو سے کام لیا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اخلاق کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام ہے۔نہیں بلکہ شجاعت، مروّت عفت جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں میں سب اخلاقی قوتیں ہیں، ان کا برمحل استعمال کرنا ہی اُن کو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے۔ایک موقعہ مناسب پر غضب کا استعمال بھی اخلاقی رنگ اختیار کر لیتا ہے------اخلاق یہ ہے کہ تمام قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے دئے ہیں برمحل استعمال کیا جاوے مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جس کو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے اور یہ پوری واقفیت رکھتا ہے تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ اپنی عقل سلیم سے اس کو پوری مدد دے اور اس کو سچا مشورہ دے۔‘‘

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۹۰-۲۸۹)

ایک اور موقع پر آیت اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

’’تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت، شجاعت، عدل، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ تجھ (آنحضرت ﷺ) میں جمع ہیں۔غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ادب، حیا، دیانت، مروّت، غیرت، استقامت، عفت، زہادت، اعتدال، مواسات یعنی ہمدردی ایسا ہی شجاعت، سخاوت، عفو، صبر، احسان، صدق وفا وغیرہ یہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقع پر ظاہر کی جائیں گی تو سب کا نام اخلاق ہوگا اور یہ تمام اخلاق درحقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں اور صرف اس وقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقعہ کے لحاظ سے بالارادہ اُن کو استعمال کیا جائے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)

حضرت مصلح موعودؓ اس لفظ کی ایک لطیف تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

میرے نزدیک خُلق اس حالت کا نام ہے جبکہ طبعی تقاضے قوتِ فکر کے ساتھ ملا دیئے جائیں اور ان تقاضوں سے کام لینے والی ہستی

مقتدر رہو یعنی چاہے تو ان سے کام لے اور چاہے تو ترک کر دے۔ اگر یہ افعال ایسے وجود سے ظاہر ہوں جس میں قوت فکر نہ ہو تو وہ طبعی تقاضے کہلاتے ہیں جیسے حیوانوں میں ہوتا ہے۔ حیوان محبت اور پیار کرتے ہیں مگر ان کو با اخلاق نہیں کہہ سکتے بلکہ طبعی تقاضے کہتے ہیں۔ (انوار العلوم جلد ۹ ، منہاج الطالبین صفحہ ۱۷۷)

احادیث نبویہ میں بھی حسن اخلاق کی فضیلت اور اہمیت کے بارے میں متعدد مرتبہ بیان ہوا ہے۔ جن سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اچھے اخلاق اختیار کرنے کی اسلام اور بانئ اسلام ﷺ نے کس قدر تلقین کی ہے۔

بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نہ تو طبعاً فحش کلام کرتے نہ ہی تکلف سے اور فرمایا کرتے: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

(سنن الترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا حدیث ۱۱۶۲)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ مومن اپنے اچھے اخلاق سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب حسن الخلق از ریاض الصالحین حدیث نمبر ۶۲۸)

محض ان تین احادیث پر نظر ڈالنے سے ہی ہمیں اچھے اخلاق اختیار کرنے کی فضیلت اور اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ایک حقیقی مومن بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے اخلاق بھی اچھے ہوں کیونکہ نیک اخلاق ہی آگے مزید نیکیاں کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک موقع پر فرمایا ’’اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے، جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں۔ میرا تو یہ مذہب کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ اسٹر کنیا بھی کام آتا ہے۔ اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاق فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا، ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آ سکتا۔ مُردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آ جاتی ہیں۔ اُس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی، اور یہی وہ مقام ہوتا ہے۔ جہاں انسان بَلْ ھُمْ اَضَلُّ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے، کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔ خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے۔ اخلاق ہے (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۵۴)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیؐ تمام اخلاق حسنہ کے کامل مجسمہ تھے۔ اس وجہ سے بھی آپ انسان کامل کہلائے۔ چنانچہ آپؐ کے عظیم الشان مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے آپ کو سب سے بڑا اعجاز اخلاق کا ہی دیا۔ جیسا کہ فرمایا

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم: ۵)

یعنی آنحضرتؐ تمام تر اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اس مقام پر فائز ہونے کی گواہی دینے کے بعد تمام بنی نوع انسان کو آپ کی اتباع کا حکم دیا جیسا کہ فرمایا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(الاحزاب: ۲۲)

کہ اخلاق کے واسطے یہ رسول کامل نمونہ ہے۔ پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ کی سنت کی پیروی کرو۔ حضرت عائشہ سے ایک مرتبہ آنحضورؐ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ یعنی آپؐ کا خلق قرآن تھا۔ قرآن مجید میں جو اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے ان سب پر عمل کا آپؐ کامل نمونہ تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسطرح سے تمام امت مسلمہ کو اچھے اور نیک اخلاق اپنانے کا حکم دیا۔

یہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ ہی تھی جن کی وجہ سے اسلام نے سرعت سے ترقی کی۔ جب پہلی مرتبہ وحی کا نزول ہوا

اور آنحضرتؐ نے وہ تمام واقعہ حضرت خدیجہؓ کے سامنے بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنے نفس کے متعلق ڈر پیدا ہوگیا ہے تو حضرت خدیجہؓ نے یہی جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، صادق القول ہیں، لوگوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور دیگر اخلاق حسنہ کا ذکر کیا۔ غرض حضرت خدیجہؓ آپ کی پہلی بیوی ہونے کے باعث آپؐ کے اخلاق فاضلہ سے خوب واقف تھیں اور آپؐ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنی کمال فراست سے اس یقین کامل تک پہنچ چکی تھیں کہ اتنے بلد اور اعلیٰ اخلاق کے مالک کو اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کریگا۔

اوائل اسلام میں تو مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ یہاں تک کہ جب ہجرت کے بعد ۲ ھ میں اسلام کی پہلی جنگ بدر کے مقام پر ہوئی تو اس وقت بھی اسلامی لشکر کی تعداد محض ۳۱۳ تھی۔ اسی طرح غزوہ احد کے موقع پر لشکر کی تعداد ۷۰۰ اور غزوہ خندق میں ۳۰۰۰ کے قریب تھی۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ جو کہ ۶ ھ میں واقع ہوئی اس وقت وہاں مسلمانوں کی تعداد ۱۵۰۰ کے قریب تھی۔ گویا اس چار پانچ سالہ جنگی زمانہ میں جنگ میں شامل ہونے والے مسلمانوں کی تعداد تین سو سے ڈیڑھ۔ دو ہزار کے قریب پہنچی تھی۔ لیکن اس کے دو سال بعد ہی جب فتح مکہ ہوا تو اس وقت اسلامی لشکر دس ہزار (۱۰۰۰۰) قدوسیوں پر مشتمل تھا۔ اس قلیل عرصہ میں اسلام کا سرعت سے ترقی کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ سے ہی متأثر ہو کر دین اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ آپؐ کی قوت قدسیہ اور اخلاق حسنہ کا ہی کمال تھا کہ صلح کے ایام میں اسلام اس سرعت سے عرب میں پھیلا۔

پس آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے اچھے اور نیک اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان نیک اخلاق کے ذریعہ ہم خاموش تبلیغ کرتے ہوئے بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ (آمین)

ضروری اعلان

سالانہ مرکزی اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ بھارت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے، تینوں ذیلی تنظیمات یعنی مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے سالانہ مرکزی اجتماعات قادیان دارالامان میں مورخہ 24، 25 اور 26 اکتوبر بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار منعقد کئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

ان اجتماعات میں شرکت کے لیے تیاری اور آمد و رفت کے انتظامات ابھی سے شروع کر دئے جائیں۔ جزاکم اللہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

H.A. GHOURI
9848955134
7013492780

GHOURI ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
Suppliers of All Spare Parts of Rolling Shutters Specialist in: Gear & Remote Shutters

SHOP NO 5-6, YERRAKUNTA, OPP. TOTAL GAZ PUMP,PAHADI SHAREEF ROAD HYDERABAD (T.S.)

سماجی تعلقات میں حسنِ اخلاق کا کردار

منیب احمد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

اسلام ایک ایسا آسمانی دین ہے جو نہ صرف انسان کے روحانی ارتقاء کو پیشِ نظر رکھتا ہے بلکہ اس کی سماجی زندگی کو بھی حسنِ سلوک اور اعلیٰ اخلاقی اقدار سے مزین دیکھنا چاہتا ہے۔قرآنِ کریم اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ حسنِ اخلاق معاشرتی فلاح و بہبود کی بنیاد ہے۔ایک فرد کا اخلاقی رویہ نہ صرف اس کی ذاتی نجات کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ ایک پرامن، متوازن اور محبت آمیز معاشرے کے قیام میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ خصوصاً موجودہ دور میں جب کہ مادہ پرستی اور خودغرضی نے انسانی رشتوں کو کھوکھلا کر دیا ہے، حسنِ اخلاق ہی وہ نور ہے جو دلوں کو جوڑ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا

(سورۃ النساء 37)

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا

(البقرۃ:84)

اور لوگوں سے ملاطفت کے ساتھ کلام کیا کرو۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عبادت کے ساتھ ہمیں تمام سماجی تعلقات میں حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام انسانوں کے ساتھ خوش اخلاقی، نرمی اور حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے، جو ہر سماجی رشتے کی بنیاد ہے۔

چنانچہ احادیث میں بھی کثرت کے ساتھ اس تعلیم کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو لوگوں کو بکثرت جنت میں داخل کرے گی تو آپؐ نے فرمایا اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق۔ (سنن ترمذی/ کتاب البر والصلۃ باب مَا جَاءَ فِي حُسۡنِ الۡخُلُقِ)

ایک اور جگہ بھی ذکر ملتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

أَكۡمَلُ الۡمُؤۡمِنِينَ إِيمَانًا أَحۡسَنُهُمۡ خُلُقًا

(سنن الترمذی: کتاب البر والصلۃ باب مَا جَاءَ فِي حُسۡنِ الۡخُلُقِ)

یعنی ایمان میں سب سے کامل وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کا اسوہ عائلی زندگی میں نہایت جامع اور قابلِ تقلید ہے۔ آپؐ کی عائلی حیات مبارکہ نہایت عمدہ، خوشیوں سے بھرپور اور ایک مثالی زندگی ہے۔ آپؐ تمام بنی نوع انسان کے لئے باعث رحمت اور اسوۂ حسنہ تھے۔ آپ ﷺ انسان کامل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب تاجر، قاضی، حکمران، سپہ سالار اور ایک کامیاب اور مثالی شوہر بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے

ہیں خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي

(سنن ترمذی: کتاب المناقب باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل و عیال سے سلوک اچھا ہے۔ اور مَیں تم میں سے اپنے اہل سے اچھا سلوک کرنے کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں میاں بیوی کے حقوق کے موضوع پر لکھنا نہایت آسان اور سہل ترین امر ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی یا بناوٹی امور سے نتائج اخذ کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ کیوں کہ آپؐ کے اسوہ سے متعلق دو اہم گواہیاں آپؐ کے اہل کی جانب سے ہیں۔ ایک حضرت خدیجہؓ کی گواہی آپؐ کی اس زندگی کے متعلق ہے جو بارِ رسالت سے قبل کی زندگی ہے اور دوسری گواہی حضرت عائشہؓ کی ہے۔

حضرت خدیجہؓ نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ قریباً پندرہ برس کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد پہلی وحی کے موقع پر حضور ﷺ کے حسنِ معاشرت کے بارے میں جو گواہی دی وہ یہ تھی کہ اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپ کمزور و ناتواں کا بوجھ خود اٹھالیتے ہیں، جنہیں کہیں سے کچھ نہیں ملتا وہ آپ کے یہاں سے پالیتے ہیں۔ آپ مہمان نواز ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ کے خلق کے بارے میں فرمایا کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ خلق صرف حلیمی اور نرمی اور انکسار ہی کا نام ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے بلکہ جو کچھ بمقابلہ ظاہری اعضاء کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئی ہیں ان سب کیفیتوں کا نام خلق ہے۔ مثلاً انسان آنکھ سے روتا ہے اور اس کے مقابل پر دل میں ایک قوت رقّت ہے۔ وہ جب بذریعہ عقل خداداد کے اپنے محل پر مستعمل ہو تو وہ ایک خلق ہے۔ ایسا ہی انسان ہاتھوں سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو شجاعت کہتے ہیں۔ جب انسان محل پر اور موقع کے لحاظ سے اس قوت کو استعمال میں لاتا ہے تو اس کا نام بھی خُلق ہے۔ اور ایسا ہی انسان کبھی ہاتھوں کے ذریعہ سے مظلوموں کو ظالموں سے بچانا چاہتا ہے یا ناداروں اور بھوکوں کو کچھ دینا چاہتا ہے یا کسی اَور طرح سے بنی نوع کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوّت ہے جس کو رحم بولتے ہیں... جب انسان ان تمام قوتوں کو موقع اور محل کے لحاظ سے استعمال کرتا ہے تو اس وقت ان کا نام خلق رکھا جاتا ہے۔ اللہ جلشانہٗ ہمارے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی تُو ایک بزرگ خلق پر قائم ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 10 صفحہ نمبر 332-333)

اگر ہم رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی کو قرآن کے اخلاق کے مطابق گزارنے والے بن جائیں تو گویا ہم آنحضور ﷺ کے پرتو کے نتیجہ میں دنیا میں سماجی تعلقات میں اپنے حسن اخلاق کا ایسا شاندار کردار نبھانے والے بن سکتے ہیں کہ گویا ہر طرف آنحضور ﷺ کے حسن اخلاق کی خوشبو سے پوری دنیا کی فضا معطر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیاں اپنے آقا و مطاع کے عین نقش قدم پر گزارنے والے ہوں۔ آمین

خصوصی عطایا و درخواست دعا

رسالہ ہذا کے اس شمارہ کے طباعت کے اخراجات مکرم فرید احمد غوری صاحب ابن مکرم حمید احمد غوری صاحب (قائد ضلع حیدرآباد) نے ادا کئے ہیں۔ لہٰذا موصوف کے اموال و نفوس و کاروبار میں غیر معمولی برکت، اہل خانہ کی صحت و سلامتی، دینی دنیوی ترقیات کے عطا ہونے اور والد صاحب کی صحت یابی اور لمبی عمر کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

گوشہ ادب

اردو محاورات

1. چراغ تلے اندھیرا

مطلب: ایسی حالت جہاں سب کچھ واضح ہونا چاہیے لیکن وہاں سب کچھ مخفی یا گم ہوتا ہے۔

استعمال: ”تمام وسائل اور علم کے باوجود، اس کے دماغ میں چراغ تلے اندھیرا چھایا رہا۔“

2. دریا میں ہونے کا احساس

مطلب: کسی بہت بڑی طاقت یا مقام کا مالک ہونے کے باوجود سکون اور خاموشی اختیار کرنا۔

استعمال: ”اس کی خاموشی دریا میں ہونے کے احساس کی مانند تھی، جو ہر سوال کا جواب اپنے اندر رکھتا تھا۔“

3. دہلیزِ تقدیر پر سر جھکانا

مطلب: تقدیر کے آگے بے بسی اور بے اختیاری کا اظہار کرنا۔

استعمال: ”اس نے اپنی تقدیر کو تسلیم کرتے ہوئے دہلیزِ تقدیر پر سر جھکا دیا۔“

4. آگ کے دریا میں غوطہ لگانا

مطلب: کسی انتہائی خطرناک یا مشکل کام میں خود کو شامل کرنا۔

استعمال: ”وہ اپنی منزل کی تکمیل کے لیے آگ کے دریا میں غوطہ لگانے کے لیے تیار تھا۔“

5. وقت کا دھارا

مطلب: وقت کا وہ بے قابو اور مسلسل بہاؤ جو انسان کو خود سے بے گلہ کر دیتا ہے۔

استعمال: ”زندگی کی الجھنوں میں اس کا دل اب وقت کے دھارے کی طرح بہہ رہا تھا، نہ جانتے ہوئے کہاں لے جائے گا۔“

محاسن قرآن کریم

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اِسی سے دخل ہو دار الوِصال میں
چھوڑو غُرور و کبر کہ تقویٰ اِسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اِسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کیلئے خاکساری ہے
عفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں
بے احتیاط اُن کی زباں وار کرتی ہے
اِک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے
اِک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں
کچھ اَیسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
اُٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سَو سَو کئے جَتن
سب عُضو سُست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی
قوّت تمام نوکِ زباں میں ہی آ گئی
یا بد زباں دِکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگماں
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں
تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ اوّل نصرۃ الحق مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

بنیادی مسائل کے جوابات

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات

سوال: مصر سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں نماز تراویح میں غیر حافظ کے قرآن کریم سے دیکھ کر لقمہ دینے کے متعلق فقہ المسیح کا درج ذیل حوالہ بھجوا کر لکھا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس طرح نماز کیسے ادا کی جا سکتی ہے؟

رمضان شریف میں تراویح کے لیے کسی غیر حافظ کا قرآن دیکھ کر حافظ کو بتلانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا: میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ اس کے متعلق نہیں دیکھا۔ اس پر مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

فرمایا: جائز ہے تو اس سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے اور اس کے لیے یہ انتظام بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شخص تمام تراویح میں بیٹھ کر نہ سنتا رہے بلکہ چار آدمی دو دو رکعت کے لیے سنیں اس طرح ان کی بھی چھ چھ رکعتیں ہو جائیں گی۔

عرض کیا گیا فقہ اس صورت کو جائز ٹھہراتی ہے؟ فرمایا: اصل غرض تو یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کریم سننے کی عادت ڈالی جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فتویٰ تو ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے جیسے کوئی کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر ہی پڑھ لے اور بیٹھ کر نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے یا جس طرح کسی شخص کے کپڑے کو غلاظت لگی ہو اور وہ اسے دھو نہ سکے تو اسی طرح نماز پڑھ لے، یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ضرورت کی بات ہے۔

(اخبار الفضل قادیان دار الامان نمبر ۶۶، جلد ۱۷، مورخہ ۲۱؍فروری ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۲)

(فقہ المسیح صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۰؍جون ۲۰۲۲ء میں اس بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: نماز کے دوران عام طریق یہی ہے کہ اگر امام بھول جائے یا قرآن کریم کی تلاوت میں کوئی سہو کر دے تو اگر کسی مقتدی کو قرآن کریم کا وہ حصہ جو امام تلاوت کر رہا ہے، یاد ہو تو وہ امام کو لقمہ دے سکتا یا اس کی درستی کرا سکتا ہے۔ لیکن قرآن کریم سے دیکھ دیکھ کر کسی مقتدی کا امام کو لقمہ دینا جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی کتاب ذکر حبیب میں بیان کرتے ہیں: ”ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن شریف کی لمبی سورتیں یاد نہیں ہوتیں اور نماز میں پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کیا ایسا کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کو کھول کر سامنے کسی رحل یا میز پر رکھ لیں یا ہاتھ میں لے لیں اور پڑھنے کے بعد الگ رکھ کر رکوع سجود کر لیں اور دوسری رکعت میں پھر ہاتھ میں اٹھا لیں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ ”اس کی کیا ضرورت ہے۔ آپ چند سورتیں یاد کر لیں اور وہی پڑھ لیا کریں۔“

(ذکر حبیب صفحہ ۱۳۶، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

پس انسان کو جتنا قرآن کریم یاد ہو وہ اسے نمازوں میں پڑھے۔ اور مزید قرآن کریم یاد کرنے کی کوشش کرتا رہے، کیونکہ قرآن کریم کو یاد کرنا اور اسے پڑھنا یہ بھی ایک نیکی اور قابل ثواب عمل ہے۔

یہی وجہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت میں مجلس افتاء میں یہ معاملہ پیش ہونے پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۷؍جون ۱۹۷۱ء کو اس بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ ”نوافل میں بھی قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنا مستحب نہیں۔ نیز اس کی اجازت دینے سے حفظ قرآن کی ترغیب کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے، لہٰذا اس طریق کو اختیار

کرنا ناپسندیدہ ہے۔'' (رجسٹر فیصلہ جات مجلس افتاء صفحہ ۴۹ غیر مطبوعہ)

کتب حدیث وفقہ میں بعض ایسے آثار ملتے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ جن میں حضرت عثمانؓ، حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ شامل ہیں جب نوافل پڑھتے تو کسی شخص کو قرآن دے کر پاس بٹھا لیتے جو ان کے بھولنے پر انہیں لقمہ دے دیتا یا کسی ایسے شخص کی اقتدا میں وہ نوافل ادا کرتے جو قرآن سے دیکھ کر انہیں امامت کرواتا۔

(کشف الغمة عن جمیع الامة لشیخ عبدالوهاب الشعرانی. کتاب الصلاة، فصل فی الفتح علی الامام)

(صحیح بخاری کتاب الاذان بَاب إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلَى)

فقہاء اربعہ میں سے امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ نماز میں قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ نیز امام احمدؒ کے ایک قول کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور امام مالکؒ نیز امام احمدؒ کے ایک دوسرے قول کے مطابق نفل نماز میں ایسا کرنا جائز ہے لیکن فرض نماز میں یہ جائز نہیں ہے۔

(کتاب المیزان للشعرانی، باب صفة الصلوة۔ جلد ۲ صفحہ ۴۷ مطبوعہ عالم الکتب ۱۹۸۹ء)

ان آثار اور فقہاء کی آراء پر تبصرہ فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جہاں تک قاری یا سامع کا نماز کے دوران قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھنے اور سامع کا پڑھ کے لقمہ دینے کا مسئلہ ہے۔ میرے نزدیک تو امام ابو حنیفہؒ کا موقف ہی درست ہے (یعنی ایسا کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ناقل) یہ جو مثالیں دی گئی ہیں کہ مثلاً حضرت عائشہؓ کے غلام ذکوان قرآن کریم سے پڑھ کر ان کی امامت کرواتے تھے یہ حدیث نہیں بلکہ اثر ہے اور ایسا اثر نہیں جس کی اجازت حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔ ایسے اہم دینی معاملات میں اثر کی وہ حیثیت نہیں جو حدیث کی ہے۔

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بنام سیکرٹری صاحب مجلس افتاء مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۹۳ء)

اسی طرح فقہ احمدیہ میں بیان ان امور کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایت فرمائی:

فقہ احمدیہ کا یہ صفحہ ربوہ بھجوا دیں کہ یہ روایات قابل قبول کیسے ہو گئیں یہ تو ساری لغو باتیں ہیں اس زمانہ میں تو قرآن اس شکل میں موجود ہی نہیں تھا جس میں آج ہمارے سامنے ہے۔ اس وقت تو پتھروں، کھالوں اور درختوں کے پتوں اور چھالوں پر لکھا ہوتا تھا۔ غلطی پر کیا لقمہ دینے کے لئے وہ پتھر اور کھالیں وغیرہ مسجد میں رکھتے تھے۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو کسی صورت بھی قبول نہیں کی جا سکتیں۔ ہماری فقہ میں جو ایسی اوٹ پٹانگ باتیں راہ پا چکی ہیں ان کا از سر نو جائزہ لینا ضروری ہے۔

(فیکس بنام دار الافتاء از پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لندن مورخہ ۰۶ر جنوری ۱۹۹۸ء)

اس مسئلہ پر مزید راہنمائی کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نماز کے دوران قرآن کریم پڑھ پڑھ کر یاد دہانیاں کروانے کا کوئی جواز نہیں۔ نہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں ایسا ہوا اور نہ ہی بعد میں خلفائے راشدین کے زمانہ میں ایسا ہوا۔ اگر کوئی قاری غلطی کرتا تھا تو مقتدیوں میں سے اگر کسی کو یاد ہوتا تو وہ درستی کرا دیتا ورنہ اسے خدا کے حضور قابل معافی سمجھا گیا۔

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بنام دار الافتاء ربوہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۹۲ء)

پس اس بارے میں میرا بھی موقف یہی ہے کہ قرآن کریم کا جتنا حصہ کسی کو یاد ہو اسی کو وہ نمازوں میں پڑھ لے اور مزید قرآن کریم یاد کرنے کی کوشش کرے۔

لیکن اگر کسی کی ایسی مجبوری ہو کہ اسے قرآن کریم کا کچھ بھی حصہ یاد نہ ہو تو پھر یہ انتہائی مجبوری کی حالت ہے، اور یہ انتہائی مجبوری ہر جگہ بہر حال نہیں ہوتی۔ پس اس مجبوری کی صورت میں وقتی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں مروی اس روایت سے استفادہ ہو سکتا ہے، لیکن جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس روایت کو ضرورت اور مجبوری کی ہی حالت میں جائز قرار دیا ہے، اسے مستقل عادت بنانا میرے نزدیک درست نہیں۔

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط ۵۸)

فتاوی مصلح موعودؓ

خلع

اسلام میں خلع کا قانون ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ مرد جب چاہتا ہے اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے لیکن عورت اگر چاہے تو خلع نہیں کرا سکتی ۔ ہم نے اس قانون کو اپنی جماعت میں جاری کیا ہے۔ لیکن ہمارے اندر اتنی طاقت نہیں کہ ہم اس قانون کو سارے ملک میں جاری کرسکیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے نفرت کرتی ہے تو وہ اس سے الگ ہوسکتی ہے کیونکہ تعلقات زوجیت محبت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر محبت نہیں رہی تو وہ اپنے خاوند سے الگ ہو جائے۔ اگر مرد کہتا ہے کہ اس کی بیوی کے اس سے اچھے تعلقات نہیں تو رشتہ داروں کا ایک بورڈ بیٹھے گا اور وہ اس امر کی تحقیقات کرے گا۔ اگر اس کی بات درست ثابت ہوئی تو اسے کہا جائے گا کہ تم اسے طلاق دے دو۔ اور اگر عورت کہتی ہے کہ اس کے خاوند کے اس سے اچھے تعلقات نہیں تو اس طرح کا ایک بورڈ عورت کے متعلق بیٹھے گا۔ جو معاملہ کی تحقیقات کرے گا اور اگر واقعہ درست ثابت ہوا تو عورت کو خلع کی درخواست قضاء میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ (الفضل ۵ نومبر ۱۹۵۴ء صفحہ ۲)

فیصلہ خلع قاضی کے توسط سے ہونا چاہئے

خلع قاضیوں کی معرفت ہوتا ہے اور اس میں حقوق کے باطل ہونے کا صاف ذکر ہونا چاہئے۔ چونکہ اس طرح نہیں کیا گیا اس لئے اس کو خلع نہیں کہا گیا۔ چونکہ یہ طلاق ہے اور مہر ادا کرنا ہو گا۔

(فائل فیصلہ جات نمبر ۲ - صفحہ ۱۱-۱۲ دار القضاء، ربوہ)

میرے نزدیک قاضی کی معرفت فیصلہ کرنے کی غرض یہ ہے کہ لڑکی پر جبر کا شبہ نہ رہے اور اعلان ہو۔ بدکاری میں روک ڈالی جائے اور صرف ایسی صورتوں میں قاضی روک ڈال سکتا ہے۔ اگر لڑکی اپنی خوشی سے نکاح کو توڑنا چاہے تو قاضی نصیحت کرسکتا ہے۔ فیصلہ کو ایک مناسب عرصہ تک پیچھے ڈال سکتا ہے تاکہ دونوں ٹھنڈے ہو جائیں۔ لڑکی کی درخواست کو رد نہیں کرسکتا۔

(فائل فیصلہ جات خلیفہ وقت نمبر ۲ - صفحہ ۱۴ - دار القضاء، ربوہ)

جب کوئی خلع کی درخواست آوے تو قاضی متعلقہ کو چاہئے کہ خلع کی درخواست کنندہ پارٹی کو تاریخ پیشی دے اور دوسرے فریق کو بالکل اطلاع نہ دے اور اسے سرسری تحقیق کے طور پر تسلی کرے کہ یہ درخواست ایسی ہے کہ خاوند کے گھر سے باہر رہ کر دی جاسکتی ہے تو باقاعدہ کارروائی کرے اور اگر اس کے نزدیک خاوند کے گھر میں جانے کے بغیر نہیں دی جاسکتی تو بغیر دوسرے فریق کو اطلاع دینے کے درخواست واپس کر دے پھر اس سرسری کارروائی کی اپیل نہیں ہوگی اور نہ اس کی مسل رکھی جاوے گی تاکہ وہ دوبارہ اپنے نفع نقصان سمجھ لیں۔ اس کے بعد اگر وہ دوبارہ نالش کریں تو چونکہ انہوں نے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو سمجھ لیا ہوگا اس لئے ایسی درخواست کے دوبارہ پیش ہونے پر فریق ثانی کو نوٹس دیا جاوے اور حسب قاعدہ سماعت ہو مگر اس میں بھی پہلے یہ سوال زیر غور آئے گا کہ کیا درخواست دہندہ کو خاوند کے گھر سے باہر رہ کر درخواست کرنے کا حق ہے یا نہیں۔ اس کی اپیل ہو سکے گی۔

(فائل فیصلہ جات نمبر ۲ - صفحہ ۴۷ - دار القضاء، ربوہ)

DIARY DOSE

ایک سائل نے عرض کیا کہ جب ہمارا اِیمان متزلزل ہوتا ہے یا ہمیں اپنے ایمان کے بارے میں سوالات یا شکوک پیدا ہوتے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سچے مومن نہیں ہیں؟ نیز راہنمائی طلب کی کہ ہم ایسے حالات سے کیسے نمٹیں یا ان کا مقابلہ کیسے کریں؟

اس پر حضور انور نے نہایت پُرشفقت انداز میں دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہے؟

سائل کے اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے توجہ دلائی کہ جب یہ ہے تو پھر اللہ سے مانگو کہ اللہ تعالیٰ جو مَیں تھوڑا سا متزلزل ہو رہا ہوں، تو تُو سنبھال لے۔ قبولیتِ دعا اس میں بھی ہوتی ہے۔

حضور انور نے اوّل الذکر سائل کے پیش کردہ سوال کے حوالے سے ذکر فرمایا کہ وہ معجزات کی باتیں کر رہے ہیں، معجزے کی تو علیحدہ بات ہے پہلے اپنے ایمان کو تو بڑھاؤ، پکے ہو، تو اللہ سے مانگو کہ میرا ایمان کبھی نہ بھٹکے، اس لیے جب سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں، تو اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ بار بار پڑھتے رہا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم پر گائیڈ کرے۔ اس سے اپنے دین سے deviate نہیں ہو گے یا اس کا خیال پیدا نہیں ہو گا اور مستقل استغفار پڑھتے رہا کرو۔

حضور انور نے اسی حوالے سے مزید تاکید فرمائی کہ اگر واقعی دین میں دلچسپی ہے تو پھر عام حالات میں بھی لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ کے معنے سمجھو، پھر دعا کو پڑھو اور اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡۢبٍ پڑھو۔ نماز میں اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کو بار بار پڑھو۔ حضور انور نے فرمایا کہ You can combat with your weakening of faith۔ (اس طرح تم اپنے ایمان کی کمزوری کا مؤثر طور پر مقابلہ کر سکتے ہو۔)

ایک خادم نے عرض کیا کہ ہمارے معاشرے میں بعض لوگ ماہر نفسیات کے پاس جانے اور تھیراپی لینے کو بُرا سمجھتے ہیں، نیز دریافت کیا کہ اس بارے میں پیارے حضور کی کیا رائے ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو بیمار ہے، مریض ہے، اس کو ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تو یہی کہتا ہے کہ ہر مرض کا علاج ہے، تم علاج کرو اور اگر علاج کسی کے پاس ہے اور عام طور پر psychiatrists ساری باتیں confidential رکھتے ہیں، عموماً بتاتے تو نہیں کہ یہ مریض میرے پاس آیا، تو اس کی ساری باتوں کو expose کر دیا۔ تو علاج کے لیے جانا چاہیے، اس میں کوئی ہرج نہیں اور ٹریٹمنٹ لینی چاہیے۔

حضور انور نے وضاحت فرمائی کہ بعض دفعہ تھیراپی بغیر دوائیوں کے بھی ہو جاتی ہے، بعض دفعہ میڈیسن دینی پڑتی ہے، بعض دفعہ ایسی پوزیشن میں مریض ہو جاتے ہیں، بیماری اتنی flare up ہو جاتی ہے کہ راتوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں، سو نہیں سکتے، دن کو پریشان حال پھرتے رہتے ہیں، پھر دماغ پر اثر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور پھر وہ بیماری زیادہ flare up کر جاتی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ علاج کرایا جائے، psychiatrist کے پاس جایا جائے، ٹریٹمنٹ کرائی جائے۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ بُری بات تو ہے ہی کوئی نہیں، اچھی بات ہے، علاج کرنا چاہیے۔

حضور انور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا ایک سوال یہ تھا کہ نئے احمدی ہونے والوں کو اکثر تنہائی، راہنمائی کی کمی اور اپنے نئے مذہبی ماحول میں ایڈجسٹ ہونے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جماعت کے لیے ان کی مدد اور ان کے ایمان کو مضبوط بنانے کے لیے بہترین طریقہ کیا ہے؟

حضور انور نے اس پر راہنمائی فرمائی کہ بہترین طریقہ ایمان کو مضبوط بنانے کے لیے یہی ہے کہ ان کو اپنے سسٹم میں absorb کرنا ہے، ان کو دوست بناؤ۔

حضور انور نے اس بات کی نشاندہی فرمائی کہ ہماری جو پنجابی mentality ہے، امیگرنٹس ہیں، ان کا یہی ہے کہ پاکستان سے آئے ہیں، جب ہم یہاں آ گئے ہیں تو بے شک اردو نہ بھی بولیں، پنجابی نہ بھی بولیں یا پٹھان ہیں تو پشتو نہ بھی بولیں، انگلش بھی بول

رہے ہوں گے، تو تب بھی وہ جب foreigner یا کوئی ایسا آدمی آتا ہے، جو دوسرے tribe، نیشن یا کوئی ethnic گروپ سے ہے، اس کو absorb کرنا بڑا مشکل لگتا ہے، تو ہمارے لوگ اپنی زبان میں اپنی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔

حضور انور نے تاکید فرمائی کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کو ایڈجسٹ کرنا چاہیے۔ اور اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جا کے مدینہ والوں کو اور مکّہ والے مہاجروں کو ایک بنانے کے لیے مواخات یعنی آپس میں بھائی بنانے کا سسٹم شروع کیا تھا۔ اس طرح جو نئے آنے والے ہیں ان کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ بھائی بنانا چاہیے۔ یہ تم بناؤ گے کہ یہ فُلاں آدمی ہے، احمدی ہوا ہے، یہ میرا بھائی ہے اور لجنہ میں جو عورت احمدی ہوئی ہے، وہ میری بہن ہے، تو ان سے ذرا پھر closer relationship شروع ہو جاتے ہیں کہ جب یہ رشتہ پیدا ہو کہ بھائی اور بہن بنا دیں۔ پھر ان کو absorb کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ پھر ان کو سمجھاؤ۔ بعض دفعہ ان کو زبان نہیں آتی، امریکہ میں کوئی انگریزی بولنے والا ہے، کوئی سپینش ہے، کوئی دوسرا ہے اور پھر ان کے کلچر مختلف ہیں۔ تم لوگوں نے اپنے کلچر کو مذہب کا نام دے دیا ہے، دیکھنا صرف یہ ہے کہ تمہارا یہ پاکستانی کلچر تمہارے سے ظاہر ہو رہا ہے یا واقعی اسلام کی تعلیم ہے؟ اسلام کی تعلیم ایک علیحدہ چیز ہے، اس کو علیحدہ رکھو اور سب کو بتاؤ۔ اور کلچر ہر ایک کا علیحدہ ہے۔ کوئی بھی کلچر ہے اگر وہ کسی اسلامی تعلیم سے کوئی clash نہیں کر رہا تو اس کو اس میں جاری رکھنے میں کوئی ہرج نہیں۔ یہ کہہ دینا کہ فلاں آدمی نے فلاں کام کیا، وہ صحیح نہیں کر رہا، حالانکہ اسلامی تعلیم کے مطابق اس میں کوئی بُرائی نہیں۔ لیکن تمہارا اِنڈین، پاکستانی یا بنگلہ دیشی کلچر اس کے خلاف ہے تو تم کہتے ہو کہ un-Islamic ہے، حالانکہ وہ un- Islamic نہیں ہے۔

آخر میں حضور انور نے اپنی اوّل الذکر نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ اپنے آپ کو بھی ایڈجسٹ کرنا پڑے گا۔ اور لوگوں کو absorb کرنا ہے تو اسی طرح اپنے قریب لائیں گے تو ایڈجسٹمنٹ ہو جائے گی۔ مواخات، بھائی بھائی بنانا، جس کا سسٹم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا تھا، تو اس brotherhood کو قائم کرنا ہے۔ یہ قائم کریں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

https://www.alfazl.com/120926/17/04/2025/

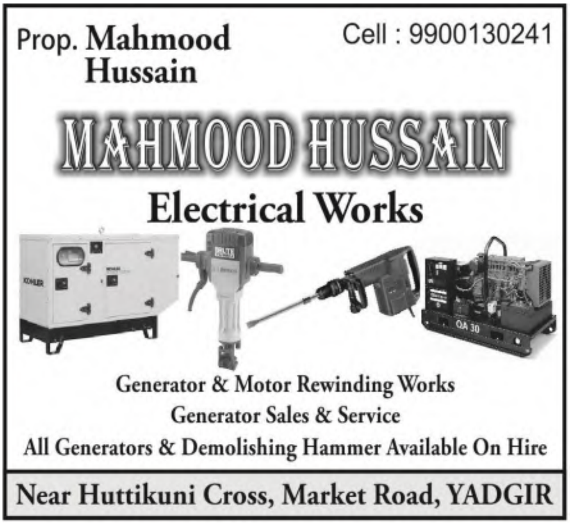

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

M.OMER . 7829780232
AL-BADAR
ZAHED . 6363220415
STEEL & ROLLING SHUTTERS

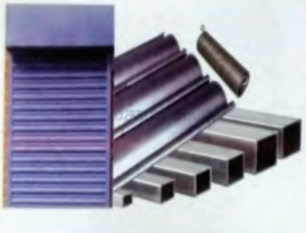

ALL KINDS OF IRON STEEL
- SHUTTER PATTI. GUIDE BOTTOM.
- ROUND RODS, SQUARE RODS.
- ROUND PIPE , SQUARE PIPES.
- BEARINGS, FLATS.
- SPRINGS, ANGLES.

Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL .
HATTIKUNI ROAD YADGIR

Contact (O) 04931-236392
09447136192

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS
&

C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672

C. K. WOOD INDUSTRIES

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164

Feroz Ahmad
8050185504
8197649300

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

MUBARAK
TENT HOUSE & PUBLICITY

CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

CKS TIMBERS
"the wood for all Your needs"
TEAK,ROSEWOOD,IMPORTED WOODS,SAWN SIZES & WOODEN FURNITURE,CRANE SERVICE
VANIYAMBALAM - 679339,MALAPPURAM Dt. ,KERALA
Mobile:9447136192,9446236192,9746663939
:cktimbers@gmail.com
:www.ckstimbers.com

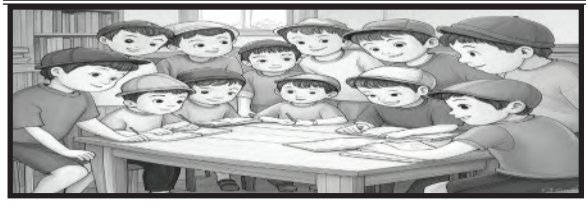

بزم اطفال

پانچ بنیادی اخلاق

پیارے بچو!

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت احمدیہ کے لیے پانچ بہت ہی اہم اخلاقی اصول بیان فرمائے ہیں، جنہیں ۵ بنیادی اخلاق کہا جاتا ہے۔ اگر ہم ان باتوں پر عمل کریں تو ہم نہ صرف نیک بچے بن سکتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیے بھی نیکی کی مثال بن سکتے ہیں۔

1. سچائی – ہمیشہ سچ بولنا

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سچ بولنا نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف۔“ (صحیح مسلم)

سچ بولنا ایمان کا حصہ ہے۔ اگر ہم سچ بولیں گے تو اللہ خوش ہو گا اور ہمارے ساتھ ہمیشہ سچائی ہو گی۔ سچ بولنے سے ہمیں اللہ کی رضا اور لوگوں کا اعتماد ملتا ہے۔

2. پاک اور نرم زبان کا استعمال

ہمیں اپنی زبان کو ہمیشہ صاف رکھنا ہے۔ گندی باتیں، بدتمیزی، اور دوسروں کو بُرا بھلا کہنا بہت بری بات ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ خاموش رہنا، مومن کا زیور ہے۔

3. وسعتِ حوصلہ – صبر اور برداشت کرنا

ایک دن ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو برا بھلا کہا، مگر آپ خاموش رہے۔ نبی کریم ﷺ بھی وہاں بیٹھے تھے اور مسکرا رہے تھے۔ جب ابو بکرؓ نے جواب دیا، تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہو کر چلے گئے۔ بعد میں فرمایا: ”جب تم خاموش تھے، تو فرشتے تمہارے حق میں جواب دے رہے تھے۔“

4. دوسروں کا خیال رکھنا اور ان کی مدد کرنا

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت سامان اُٹھائے جا رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے خود اس کا سامان اُٹھایا۔ عورت نے کہا: ”ایک شخص ہے محمد، وہ نیا دین پھیلا رہا ہے، اُس سے بچنا!“ مگر جب پتا چلا کہ آپ ہی محمد ﷺ ہیں تو وہ شرمندہ ہو گئی اور مسلمان ہو گئی۔

اگر کوئی غریب ہو، بیمار ہو یا پریشان ہو، تو ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے۔ دوسروں کی مدد کرنا ہمیں اللہ کے قریب کرتا ہے۔

5. مضبوط ارادہ اور ہمت

نیک کام کے لیے ہمیشہ دل مضبوط رکھنا چاہیے۔ اگر ہمیں کوئی کام مشکل لگے، تو ہمت نہ ہاریں۔ اللہ کی مدد سے ہر مشکل حل ہو سکتی ہے۔

غزوہِ تبوک کے موقع پر جب حضرت محمد ﷺ نے اپنے ارادے اور ہمت کا عظیم مظاہرہ کیا۔ اس جنگ میں جب مسلمان شدید قحط اور مشکلات کا سامنا کر رہے تھے، اور سفر بھی بہت دشوار تھا، پھر بھی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اللہ کی رضا کے لیے جنگ میں جانے کی ترغیب دی۔

اس موقع پر حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنی جائیداد کی ایک بڑی رقم مسلمانوں کی جنگی تیاری کے لیے خرچ کی، جسے حضرت رسول اللہ ﷺ نے سراہا۔

پیارے بچو! اگر ہم بنیادی اخلاق پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو گا اور دنیا میں ہمیں عزت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

گفتگو کے آداب

اسلام میں گفتگو کو اعلیٰ اخلاق کا اہم پہلو قرار دیا گیا ہے۔ قرآن وحدیث میں بارہا اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ مسلمان ہمیشہ سچ بولے، نرم لہجہ اختیار کرے اور فحش وجھوٹی باتوں سے پرہیز کرے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھلی بات کرے یا خاموش رہے۔'' (بخاری)

1. سچائی اور صفائی:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سیدھی بات کہا کرو۔'' (الاحزاب:70)

سچ بولنا توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی ہے۔ جھوٹ، خواہ مزاح میں ہی ہو، جہنم کا باعث بن سکتا ہے۔

2. نرمی اور شائستگی:

رسول کریم ﷺ کی گفتگو شیریں، باوقار اور ہر شخص کے فہم کے مطابق ہوتی تھی۔ آپؐ فرمایا کرتے:

''لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق کلام کیا کرو۔'' (دیلمی)

3. فحش گوئی سے پرہیز:

مومن گندہ زبان، بدگو اور طعنہ زن نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''فحش گوئی کرنے والا شخص مومن نہیں ہوسکتا۔'' (ترمذی)

4. غیبت اور چغلی کی ممانعت

قرآن مجید میں غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ (الحجرات:12) چغلی، تہمت اور عیب جوئی سے معاشرے میں فساد پھیلتا ہے۔

5. مزاح میں بھی احتیاط

نبی کریم ﷺ مزاح فرماتے تھے لیکن ہمیشہ حق بات کہتے تھے۔ جھوٹ پر مبنی یا دل دکھانے والا مذاق ناجائز ہے۔

6. کثرتِ کلام اور افواہیں

بغیر تحقیق بات آگے پھیلانا گناہ ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا:

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی بات بیان کردے۔'' (مسلم)

7. گفتگو میں شائستگی

کسی کی بات نہ کاٹی جائے، اونچی آواز میں بات نہ کی جائے، بزرگوں سے ادب سے کلام کیا جائے اور مناسب موقع پر بات کی جائے۔ اگر کوئی نامناسب بات کرے تو نرمی سے اصلاح کی جائے۔

8. زبان کی حفاظت

زبان دل کا ترجمان ہے۔ اس کی بدزبانی سے دوسروں کو تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے زبان کی حفاظت کو ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا ہے۔

از طرف شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

7 Simple Ways to Boost Your Gut Health

Improving your gut health doesn't always need medication—small changes in your lifestyle and diet can make a big difference. Here are seven natural ways to support your gut:

1. Lower Stress:

Chronic stress can harm your digestive system. Reduce it with activities like meditation, walking, yoga, laughter, or spending time with pets and loved ones.

2. Prioritize Sleep:

Poor sleep affects your gut and vice versa. Aim for 8–7 hours of uninterrupted rest every night to support gut balance and overall well-being.

3. Eat Slowly

Chewing food well and eating slowly can help with digestion and prevent overeating. It also reduces risks of obesity and digestive discomfort.

4. Stay Hydrated

Drinking enough water helps prevent constipation and may improve gut bacterial diversity. Just be mindful of your water source.

5. Try Prebiotics or Probiotics

Prebiotics feed the good bacteria in your gut, while probiotics add more of them. Always consult a healthcare provider before starting supplements, especially if you have health concerns.

6. Watch for Food Intolerances

Symptoms like bloating, gas, or fatigue may point to food intolerance. Try eliminating common triggers to see what improves your digestion.

7. Eat a Gut-Friendly Diet

Cut down on processed, sugary, and high-fat foods. Instead, eat fiber-rich foods and those high in polyphenols like fruits, vegetables, tea and coffee.

Your gut is central to your health—nurture it with these simple steps.

https://www.healthline.com/health/gut-health#what-to-do

Spirit, Sports, and Sacrifice: Majlis Khuddam ul Ahmadiyya Qadian Organizes Uplifting Picnic Promoting Brotherhood and Reflection

On 14th April 2025, Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian organized a well-coordinated and spiritually enriching picnic that combined physical activity, brotherhood, and reflective learning in a joyful and uplifting environment.

A central highlight of the programme was a deeply moving and inspirational address by Sadr Majlis. In his talk, he recounted powerful stories of the sacrifices and humility of the revered Darveshān-e-Qadian — early pioneers of the Jama'at who demonstrated unwavering devotion and simplicity in their service to Islam. These accounts served as a poignant reminder of the values of sincerity, selflessness, and spiritual resilience.

The picnic not only provided a refreshing recreational break but also offered participants an opportunity to strengthen their spiritual connection and deepen their commitment to the mission of Khuddamul Ahmadiyya.

Promised Messiah Day Marked with Seerat Exam and Quiz Competition by Majlis Khuddam ul Ahmadiyya and Atfal ul Ahmadiyya Korel

By the grace of Allah, Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya and Atfal-ul-Ahmadiyya Korel Kashmir commemorated Promised Messiah Day with a series of spiritually enriching and intellectually stimulating activities aimed at deepening the participants' understanding of the life and teachings of the Promised Messiah (as).

On 21st March 2025, a special Seerat exam was organized following the Friday prayers. A total of 90 participants, including 40 Khuddam and 50 Atfal, took part with great enthusiasm and dedication.

Continuing the spirit of learning, on 22nd March 2025, Majlis Atfal-ul-Ahmadiyya Korel successfully held an interactive quiz competition. Eight teams competed energetically, making the session both educational and enjoyable.

Alhamdulillah, both events were well received and served as meaningful efforts to instill love, reverence, and deeper understanding of the Promised Messiah (as) among the younger members of the Jama'at.

REPORTS

From across India

ملکی رپورٹس

Majlis Khuddam ul Ahmadiyya Jamshedpur Distributes Fruit Kits to Hospital Patients as an Act of Service and Compassion

By the grace of Allah, Jama'at Ahmadiyya Jamshedpur organized a fruit distribution drive as part of its ongoing efforts to serve humanity and support the ailing. In this noble initiative, 250 kits of fresh fruits were thoughtfully prepared and distributed to the patients at MGM Hospital, Jamshedpur. The purpose of the drive was to bring comfort, care, and a sense of support to those undergoing treatment, while also conveying the message of love and service taught by Islam. Alhamdulillah, the drive was carried out smoothly with the active involvement of Khuddam and other Jama'at members, and was warmly received by the hospital staff and patients alike.

World Water Day Observed with Awareness Activities by Majlis Khuddam ul Ahmadiyya and Atfalul Ahmadiyya in Odisha

By the grace of Allah, on 23rd March 2025, marking the occasion of World Water Day, Majlis Khuddamul Ahmadiyya and Atfalul Ahmadiyya Mahmoodabad, Odisha, along with Majlis Khuddamul Ahmadiyya and Atfalul Ahmadiyya OSAP Bhubaneswar, Odisha, organized meaningful activities to promote awareness about the importance of water conservation. The programmes included informative sessions and public outreach initiatives to emphasize the value of preserving this vital resource. Alhamdulillah, the events were conducted successfully with active participation from both Khuddam and Atfal.

Monsoon changes threaten Bay of Bengal: Your favourite fish curry is at risk

A new study in Nature Geoscience warns that climate change could permanently disrupt marine life in the Bay of Bengal, putting millions at risk of food insecurity. Researchers from Rutgers University, University of Arizona, and others analyzed 22,000 years of monsoon and ocean data to reveal how extreme rainfall and droughts—expected to worsen with global warming—could cut ocean surface food by 50%

The Bay of Bengal, though covering less than 1% of global ocean area, provides nearly 8% of the world's fish, including the iconic hilsa—a key food source for coastal communities. By studying ancient foraminifera shells, the team found that both strong and weak monsoons reduce the ocean's nutrient mixing, starving plankton and triggering collapses in marine productivity.

In the past, weak monsoons (17,500–15,500 years ago) and overly strong ones (10,500–9,500 years ago) both disrupted this balance. These conditions are now likely to recur due to warming oceans and erratic monsoon patterns.

Over 150 million people depend on the Bay's fisheries. Artisanal fishing, making up 80% of Bangladesh's marine catch, is already under pressure from overfishing. Without action, key species like hilsa could vanish.

Scientists urge refining climate models and enforcing sustainable fishing practices. "The ocean's ability to support plankton growth is the foundation of the marine food web," said study co-author Yair Rosenthal. Immediate steps to reduce emissions and protect marine ecosystems are vital to avoid a climate-fueled fisheries crisis.

https://www.indiatoday.in/science/story/monsoon-changes-threaten-bay-of-bengal-your-favourite-fish-curry-is-at-risk-2716733-2025-04-29

احمدی طلباء متوجہ ہوں
برائے داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان

جامعہ احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ وہ مقدس ادارہ ہے جہاں سے اب تک سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہو کر دُنیا بھر میں اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُنیا کے کونوں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مواقع پر احمدی طلباء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اس مقدس دینی ادارہ سے تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لہذا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ واقفین نو اور غیر واقفین نو طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیکر دینی تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔ لہذا وہ طلباء جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ شعبہ وقف نو بھارت یا نظارت تعلیم سے رابطہ کریں اور جلد سے جلد داخلہ فارم برائے جامعہ احمدیہ پُر کر کے مورخہ 30 جون تک دفتر وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) میں بھجوائیں۔

داخلہ کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

1. میٹرک پاس طالب علم کے لئے عمر کی حد 17 سال اور بارہویں پاس طالب علم کے لئے 19 سال ہے۔ عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔
2. جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت طلباء کا انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ لے گی اور جامعہ احمدیہ کے لئے Select کرے گی۔ تحریری ٹیسٹ میں قرآن مجید، اسلام، احمدیت، دینی معلومات، اُردو، انگریزی اور جنرل نالج سے متعلق سوالات ہونگے۔
3. تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلباء کا نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل ٹیسٹ ہوگا۔ تحریری ٹیسٹ، انٹرویو اور میڈیکل ٹیسٹ میں پاس ہونے والے طلباء کو سیدنا حضور انور کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں داخلہ دیا جائے گا۔
4. گریجویشن پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی ترجیح دی جائے گی۔

داخلہ فارم بذریعہ Mail منگوانے کے لئے ایڈریس:

waqfenau@qadian.in
WAQF-E-NAU DEPARTMENT (NAZARAT TALEEM)
Darul Balagh, CIVIL LINE , QADIAN
DISTRICT: GURDASPUR, PUNJAB (INDIA)PIN:143516
CONTACT: 01872-500975, 9988991775

(صدر نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت)

instances of profound forgiveness. Despite facing immense persecution, he always responded with patience and kindness. One of the most remarkable examples of his mercy was during the conquest of Makkah. After years of oppression by the Quraysh, he had the power to seek revenge. Yet, instead of retaliation, he forgave them by saying:

No blame shall lie on you this day. May Allah forgive you. He is the Most Merciful of those who show mercy. (Sunan Ibn Majah 2055)

This ultimate act of forgiveness not only changed the hearts of his enemies but also demonstrated the transformative power of mercy.

The Teachings of the Promised Messiah[as]

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace be upon him), the Promised Messiah and founder of the Ahmadiyya Muslim Community, strongly advocated for forgiveness as a means of self-purification. He stated:

A person who does not forgive others and does not let go of grudges can never be at peace. True faith teaches that one should not only forgive but also pray for the one who has wronged him.(Malfuzat, Vol. 3, p. 36)

His teachings align perfectly with the Quranic injunctions and the Sunnah of the Holy Prophet (peace and blessings be upon him), reminding us that true peace lies in letting go of resentment and seeking Allah's mercy.

Why Ahmadi Muslims Should Be Different

As followers of the true teachings of Islam, members of the Ahmadiyya Muslim Community must distinguish themselves by embodying the principles of forgiveness and mercy. Holding onto grudges not only harms individuals but weakens the collective spirit of the community. True strength lies in pardoning others, seeking reconciliation, and praying for those who may have wronged us.

A Call to Reflect and Act

Forgiveness is not just a moral virtue; it is a necessity for mental peace, physical health, and spiritual growth. Both modern scientific research and Islamic teachings confirm that letting go of resentment leads to a healthier and more fulfilling life. As Ahmadi Muslims, we are privileged to have the divine guidance of the Holy Quran, the exemplary life of Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him), and the teachings of the Promised Messiah (peace be upon him), whose guidance continues to shape our moral and spiritual values through Khilafat.

May Allah enable us all to cultivate a heart free from grudges, full of love and mercy, and ever eager to seek His forgiveness. Ameen.

Letting Go of Grudges
A Path to Heartfelt Peace and Spiritual Growth

Ataul Baseer Naib Sadr Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat

The Modern-Day Struggle with Holding Grudges

In today›s fast-paced and interconnected world, misunderstandings and conflicts have become a part of daily life. Social media, workplace competition, and personal relationships often lead to grievances that, if left unchecked, develop into long-held grudges. Holding onto resentment may feel justified, but research indicates that it can severely impact both mental and physical health.

A recent study highlighted in MSN Health News suggests that holding grudges can contribute to high stress levels, increased blood pressure, and even cardiovascular diseases. Dr. Charlotte vanOyen Witvliet, a leading researcher in the psychology of forgiveness, has found that individuals who practice forgiveness experience lower heart rates, reduced stress levels, and improved overall well-being. Psychotherapist Janet Bayramyan also notes that while grudges might seem validating, they drain mental energy and hinder personal growth.

The scientific community strongly supports the notion that letting go of resentment leads to a healthier and happier life. However, the true essence of forgiveness is best exemplified in the teachings of Islam, which emphasize the power of patience, humility, and mercy.

Quranic Guidance on Forgiveness

Islam strongly encourages believers to forgive others, recognizing that everyone seeks the mercy and forgiveness of Allah. The Holy Quran provides numerous verses that stress the significance of pardoning others:

1. Let them forgive and pass over the offence. Do you not desire that Allah should forgive you? And Allah is Most Forgiving, Merciful. (Surah An-Nur 24:23)
2. And the recompense of an injury is an injury the like thereof; but whoso forgives and his act brings about reformation, his reward is with Allah. Surely, He loves not the wrongdoers. (Surah Ash-Shura 42:41)
3. Take to forgiveness, and enjoin kindness, and turn away from the ignorant. (Surah Al-Aaraf 7:200)

These verses emphasize that forgiveness is not a sign of weakness but rather an act that leads to spiritual growth and divine reward.

The Prophetic Example of Mercy

The life of Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) is filled with

accord with Islam. That is the everlasting faith. This means that God has desired that man should devote himself to His worship and obedience and love with all his faculties. That is why He has bestowed on man all the faculties that are appropriate for Islam.

This statement echoes the Qur'anic call for Muslims to live by the highest standards of fairness and excellence in all their dealings. Hazrat Masih Maud (as) underscores that Islam offers a complete framework for creating a society where justice reigns, people are treated with dignity, and excellence is the standard in both personal and collective actions.

In a world where societal divisions based on wealth, status, and race are prevalent, the Qur'an's message of unity and equality holds immense significance. Allah reminds us:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟

"O mankind! We created you from a male and a female and made you into nations and tribes so that you may know one another…"

(Surah Al-Hujurat 49:13)

This verse addresses the issue of equality and calls for the dismantling of barriers that discriminate based on race, ethnicity, or social class. Allah's reminder that all human beings are created from the same source—regardless of outward differences—emphasizes that no one holds superiority over another based on these factors. It challenges Muslims to embrace diversity, not as a cause for division but as an opportunity to learn from one another, foster mutual understanding, and promote peaceful coexistence.

In a world increasingly polarized by race, class, and ethnicity, where tension and conflict are often fueled by these differences, the Qur'an's call for unity and mutual respect is even more crucial. It is a powerful reminder that every individual, regardless of their background, is equal in the eyes of Allah and deserves dignity, respect, and justice. The Qur'an invites Muslims to transcend societal labels and prejudices, recognizing the shared humanity that binds all people together. This message of equality is a core principle in Islam, guiding Muslims toward a society where every individual is valued and differences are embraced rather than feared.

In conclusion, the Qur'an offers timeless guidance for Muslims, not only in terms of spiritual devotion but also in the creation of a more just and compassionate society. Its principles of justice, kindness, and self-improvement are just as relevant today as they were over fourteen centuries ago. By living according to the teachings of the Qur'an, Muslims can help create a world that reflects these values—one rooted in justice, compassion, and respect for all. As individuals and communities embody these teachings, they bring light to the world, making it a better place for everyone.

How Qur'anic Principles Transform the Lives of Muslims

Hiffad Ahmad Student Jamia Ahamdiyya

The Qur'an serves as a timeless guide, empowering Muslims across generations. In a world fraught with stress, injustice, and division, the Qur'an remains a constant source of clarity, purpose, and moral strength. Despite the growing complexities and challenges of modern life, the Qur'an continues to offer Muslims the guidance necessary to live balanced, just, and meaningful lives.

In an era of rapid technological advances, globalized economies, and evolving social dynamics, the principles found in the Qur'an profoundly shape how Muslims navigate the challenges of today's world. While societies become more interconnected, they also grow more divided. The Qur'an offers a moral framework that is both necessary and relevant, fostering peace, justice, and empathy. These timeless principles not only provide spiritual fulfillment but also offer practical tools for personal growth and social transformation.

The Qur'an calls for humanity to embrace justice, kindness, and concern for others—values that are not merely spiritual ideals but practical tools for building a better society. As Allah states:

إِنَّ اللّٰهَ يَأۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡإِحۡسَانِ

"Indeed, Allah commands justice and excellence…" (Surah An-Nahl 16:90)

This verse forms the foundation of a call for fairness, integrity, and generosity across all facets of life. It acts as a moral compass for Muslims, urging them to act justly and kindly, regardless of how others behave. Whether in personal relationships, business dealings, or social matters, Muslims are encouraged to uphold these values and contribute to creating a more just society. In a world where inequality, dishonesty, and selfishness are all too common, this guidance remains incredibly relevant.

In his book The Philosophy of the Teachings of Islam in pg. 159 Hazrat Masih Maud (as) quotes two Quranic verses and says

إِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡإِسۡلَامُ

"Surely, the true religion with Allah is Islam." (Surah Aal-e-Imran, 3:20) And:

فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِيۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ۚ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۚ

"The nature made by Allah — the nature in which He has created mankind. There is no altering the creation of Allah. That is the right religion." (Surah ar-Rum, 30:31)

That is, the religion which provides true understanding of God and prescribes His true worship is Islam. Islam is inherent in man's nature and man has been created in

rebellion: He instructs you, that ye may receive admonition." [16:91]

A moral person does not change their tone or attitude based on status or benefit. Instead, they act with fairness and dignity in every situation. Such consistency builds a strong foundation for faith and brings blessings in both this life and the next.

Furthermore, morality is not an option—it is a responsibility. When we claim to be believers, we are held to a higher standard. The sincerity of our prayers, the acceptance of our worship, and the peace in our hearts all depend on the kind of person we are. Turning to Allah while holding on to pride, dishonesty, or hatred is like walking toward light while carrying darkness.

The journey to Allah is beautiful, but it requires effort. That effort begins with self-reformation.

وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا (8)فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰىهَا(9) قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ
زَكّٰىهَا(10)وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا(11)

"And by the soul and its perfection — And He revealed to it what is wrong for it and what is right for it —He indeed truly prospers who purifies it, And he who corrupts it is ruined". [91:8-11]

We must examine our habits, our words, and our intentions. Each time we choose to forgive, speak the truth, or help someone in need, we take a step closer to our Creator. These are the real signs of a heart that longs for Divine nearness.

In conclusion, good morals are more than just desirable traits—they are the keys that unlock the door to Allah's pleasure. They prepare our hearts for worship, refine our souls, and bring peace into our lives. A true believer does not separate faith from character. They know that to turn to Allah, they must first turn away from selfishness and toward goodness in every form. That is the path of true spirituality.

Good Morals as a Prerequisite for Turning to Allah

J. Salman Ahmad Student Jamia Ahmadiyya

Every human being, at some point, seeks a deeper connection with the Divine. In Islam, the foundation of this connection lies in both belief and action. Among the many paths that lead to Allah, good morals stand as one of the most essential. They are not just social etiquettes but the reflection of one's inner purity and sincerity in faith. Without strong moral character, the journey towards Allah remains incomplete.

Good morals are the qualities that shape our daily interactions—honesty, patience, kindness, humility, forgiveness, and justice. These values are not just taught; they must be lived. A person who lies, cheats, or mistreats others cannot sincerely claim to seek Allah's nearness. True spirituality requires us to treat others with the same compassion and fairness we hope to receive from our Creator.

When a person begins to develop good morals, something remarkable happens. The heart becomes softer, more inclined towards truth and peace. Anger reduces, arrogance fades, and selfishness is replaced with empathy. These internal changes are signs that the soul is preparing to turn toward Allah. Good character acts as a mirror—it reflects the depth of our faith and reveals our readiness to submit to God's will.

A moral life also has a powerful effect on others. It draws people in and creates a sense of trust and respect. When a believer consistently displays good morals, their behavior becomes a silent invitation to the faith. Without saying a word, their actions convey the beauty of Islam. In contrast, bad behavior pushes people away—not only from the individual but from the religion they represent.

Islam teaches us that good character is not only about public behavior but also about how we treat our family, friends, neighbors, and even strangers. In this regard Allah, the Almighty says in the Holy Quran,

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(91)

"Allah commands justice, the doing of good, and liberality to kith and kin, and He forbids all shameful deeds, and injustice and

fortress and started waving his sword as he challenged the Muslims. Hazrat Amir bin Akwa' (ra) emerged from the Muslim army. The two had a battle which ultimately led to the martyrdom of Hazrat Amir (ra), making him the second martyr of this battle. The Holy Prophet (sa) commended him saying that he was very brave, and there were very few as brave as him.

Victory Prophecied through Hazrat Ali ra

His Holiness (aba) said that over the course of ten days, the Jews continued growing in confidence. Finally, one night, the Holy Prophet (sa) said that the next day he would grant the Islamic flag to someone at whose hands the Muslims would realise victory. The next morning, everyone went to the Holy Prophet (sa) to see who the flag would be granted to. The Holy Prophet (sa) asked for Hazrat Ali (ra), who was experiencing an ailment of the eyes. The Holy Prophet (sa) brought him near, placed his saliva in his eyes and he was cured as if the ailment had never existed. Then, the Holy Prophet (sa) prayed for Hazrat Ali (ra) and then granted him the flag. Then, God granted such strength to the Muslim army that they were victorious by that very evening. Marhab, the fierce Jewish soldier, was also killed that day during the battle.

His Holiness (aba) said that he would carry on mention of this in future.

Appeal for Prayers in Light of Dire Circumstances of the World

His Holiness (aba) said that he has been appealing for prayers in light of the condition of the world and the Muslims in particular. People were of the opinion that the circumstances of the Palestinians would improve after the ceasefire was agreed. However, they are only worsening. The policies and schemes of the new president of the US have reached new heights of injustice, and he is now a threat to the whole world, not just to the US.

His Holiness (aba) prayed that Allah Almighty grants mercy to the Palestinians and the world in general. His Holiness (aba) said that the Arab nations need to open their eyes and see that they cannot do anything without first uniting. If not, then they too will have to face great hardships ahead. Yes, there are voices being raised against these injustices, but the ones with power are silent and unwilling to listen to anyone.

His Holiness (aba) said that we must focus even more on prayer, for we have no power aside from prayer.

His Holiness (aba) said that the situation in Pakistan and Bangladesh is worsening; hence, we should pray for the Ahmadis there also. His Holiness (aba) prayed that Allah Almighty keeps everyone who is being wronged and persecuted under His protection and may the world come to its senses.

Summary prepared by The Review of Religions

out of this battle between the Muslims and Khaibar, saying that God had promised him victory over Khaibar. However, seeing that the Muslims only had 1,600 soldiers and contrasting it with the might of the Jewish fortresses and army, this warning from the Holy Prophet (sa) was disregarded.

His Holiness (aba) said that the Holy Prophet (sa) said he had been helped by the mighty awe of God. This manifested once again in this instance with the Banu Ghatafan. Their army of 4,000 had set out to stop the Muslim army; however, due to some reason, the army of the Banu Ghatafan suddenly turned around and returned home. It is written that the soldiers heard a loud voice behind them proclaiming that the Muslims were attacking their homes, and so out of fear, they returned to their homes. There was no person who said this; rather, this was an instance of God's help and his voice which reached their ears.

His Holiness (aba) said that the Holy Prophet (sa) continued his journey and reached the fortresses of Khaibar towards the evening. Upon arriving, the Holy Prophet (sa) instructed the Companions to wait, and he prayed for victory. Then the Holy Prophet (sa) instructed the Companions to proceed. The Jews took pride and security in their fortresses and thus didn't think that the Holy Prophet (sa) would ever engage in battle with them. However, the next morning when the Jews emerged from their fortresses and saw the Holy Prophet (sa) standing outside, they ran back inside and hid.

Number of Fortresses of Khaibar & Commencement of the Battle

His Holiness (aba) said that there are varying records regarding the number of fortresses in Khaibar. Khaibar was divided into three parts; Natat, which had three fortresses, Shikk, which had two fortresses, and Katiba, which had three fortresses.

His Holiness (aba) said that before the battle started, the Holy Prophet (sa) addressed the Muslims and advised them not to desire to come face to face with the enemy but should seek peace from God. When they did come face to face with the enemy, they should pray for God's help. Then, the Holy Prophet (sa) instructed the companions to remain patient. First, the Na'im fortress which was considered to be the strongest fortress. The Muslims fought a fierce battle. The Holy Prophet (sa) was riding a horse, wearing two layers of army with a sword and shield in hand. Hazrat Mahmud bin Maslamah (ra) was martyred in this battle. 50 Muslims were wounded as a result of the arrows fired by the Jews. This fortress was under the leadership of Marhab, who was considered the fiercest and most renowned Jewish warrior. It is recorded that this battle continued for ten days.

His Holiness (aba) said that one day during that battle, Marhab came out of the

Muhammad (sa): The Great Exemplar

The Battle of Khaibar & Appeal for Prayers in Light of the Condition of the World

Summary of the Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba) on 7th February 2025 at Masjid Mubarak, Islamabad, Tilford, UK

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba) said that he would continue mentioning details regarding the Battle of Khaibar.

His Holiness (aba) said that under the leadership of the Holy Prophet (sa), an army of 1,600 Muslims set out from Madinah. The Holy Prophet (sa) also sent an envoy ahead of the army to gather information and check the paths the army would take. This envoy was led by Hazrat Abbad bin Bishr (ra).

His Holiness (aba) said that the Muslim army would stop along the way at different places. One of those places was called Sahba where the Holy Prophet (sa) rested, prayed and also ate. One night, as the army proceeded, there could be something shining up ahead. When the Holy Prophet (sa) had this investigated, it turned out to be a member of the Muslim army who had proceeded ahead of the army and the moonlight was reflecting on his helmet. The Holy Prophet (sa) summoned him and told him that he should not abandon the army ranks but should rather remain within the army ranks. This person turned out to be another one of the companions who did not have any means to leave anything for his family or to join the army. The Holy Prophet (sa) granted him his sheet, which the companion sold for eight dirhams. He used two dirhams to buy food for his family and then used the rest to buy a sheet and joined the army. The Holy Prophet (sa) smiled upon learning of what the companion had done with the sheet he had given him and said that there would come a time when he would not be stricken by such poverty. It so happened that everything that the Holy Prophet (sa) said to that companion, Abu 'Abs (ra), came to pass.

Allah's Support of the Holy Prophet (sa) & the Muslims in Spite of the Banu Ghatafan's Aid to Khaibar

His Holiness (aba) said that the Holy Prophet (sa) had learned that the Banu Ghatafan had vowed to help Khaibar and had set out with an army of 4,000, planning to attack the Muslim army before they could even reach Khaibar. The Holy Prophet (sa) contacted the Banu Ghatafan by way of a letter advising them to stay

مجلس خدام الاحمدیہ میلا پالیام تامل ناڈو کی طرف سے وقار عمل کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد مہاراشٹر کی طرف سے مثالی وقار عمل کے انعقاد کی ایک تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ چنئی تامل ناڈو کے زیر اہتمام تھروو انمیور بیچ کی صفائی

مجلس خدام الاحمدیہ تروانتھاپورم، کیرالہ کی طرف سے میلہ میں زائرین کو پانی کی فراہمی

مجلس خدام الاحمدیہ جمشید پور جھارکھنڈ کی طرف سے ہسپتال میں پھلوں کی تقسیم

مجلس خدام الاحمدیہ بھونیشور، اُڈیشہ کی جانب سے یوم آب کی تقریب کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ کوریل، کشمیر کی طرف سے اجتماعی وقار عمل کا انعقاد

محلہ مسرور، قادیان کے خدام و اطفال کی وقار عمل کرتے ہوئے ایک تصویر

Volume 8 April 2025 CE Issue 4

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

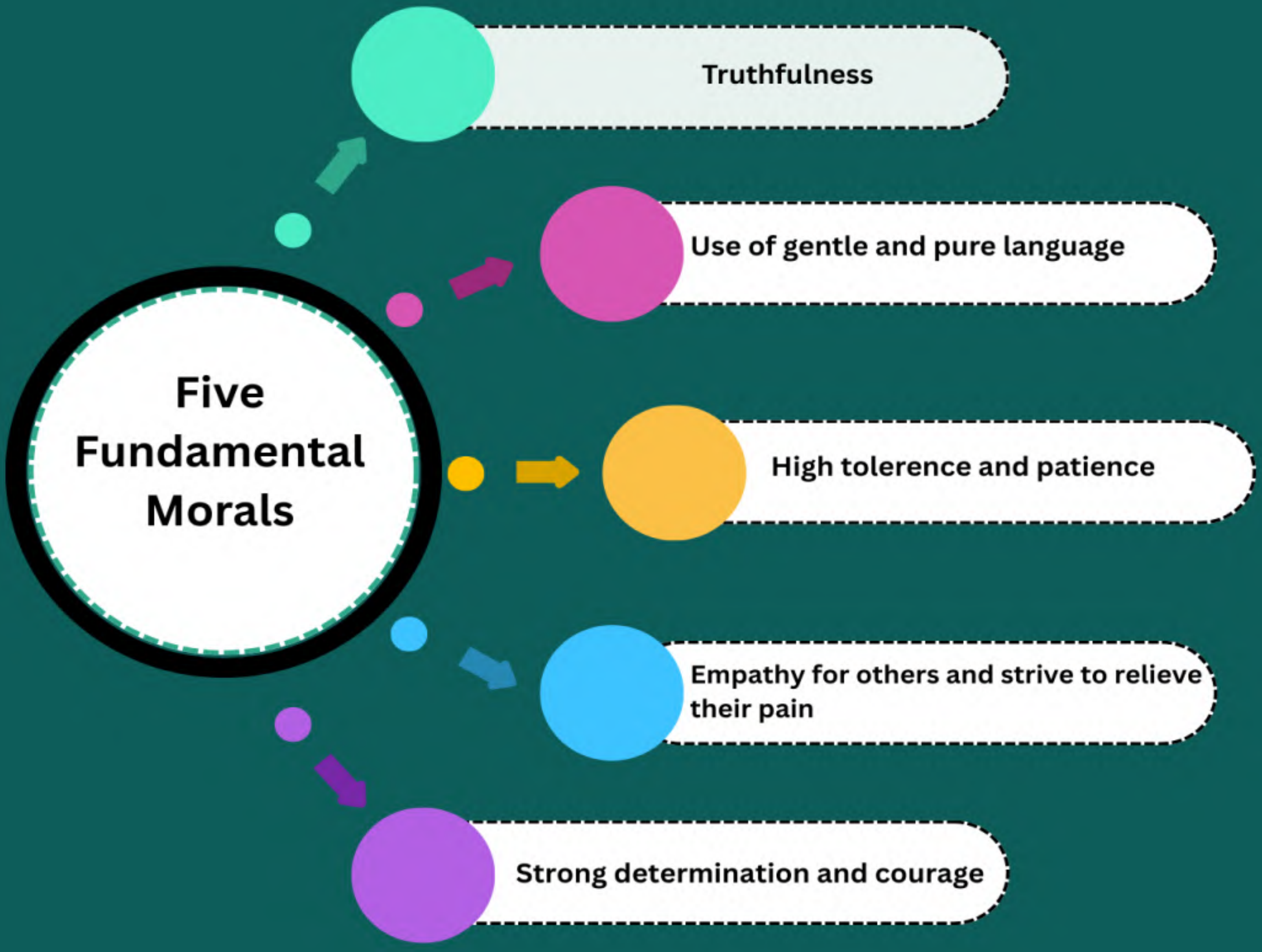

Published on 25th April 2025

Chairman: Shameem Ahmad Ghori
Editor: Niyaz Ahmad Naik
Manager: Mudassir Ahmad Ganai

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-046/2024-26

Annual Subscription: $220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/issue

PH: +91-1872-220139 Email: mishkatqadian@gmail.com